يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ حَقَّ
تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾
وَٱعْتَصِمُوا بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا
تَفَرَّقُوا وَٱذْكُرُوا نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ
إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ
فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا وَكُنتُمْ
عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم
مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَٰتِهِۦ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو (۱۰۲) اور (اے ایمان والو) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ ہو، اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اللہ وضاحت کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ (اور پھر اسی تفرقہ بازی میں مبتلا نہ ہو جاؤ) (۱۰۳)

معانی و مصادر (تَفَرَّقُوا) تَفَرَّقَ، يَتَفَرَّقُ، تَفَرُّقٌ (باب تفعّل) متفرق ہونا، علیحدہ علیحدہ ہونا، فرقے فرقے ہو جانا۔

شَفَا = کنارہ، حد۔

(حُفْرَةٍ) حَفَرَ، يَحْفِرُ، حَفْرٌ (ض) کھودنا (حُفْرَةٌ = گڑھا)

(اَنْقَذَ) اَنْقَذَ، يُنْقِذُ، اِنْقَاذٌ (باب افعال) نجات دینا، بچانا۔

تفسیر مسلمین کو نصیحت جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالٰے فرماتا ہے (يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ) اے ایمان والو، اللہ تعالٰے سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔

جب آدمی کسی چیز سے ڈرتا ہے تو لازماً اس کے ضرر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً زہر سے ڈرنے والا کبھی زہر نہیں کھائیگا بلکہ اگر کوئی شخص زبردستی بھی اُسے زہر کھلائے تو وہ اپنی پوری قوت سے اپنا دفاع کریگا اور ہرگز زہر کھانے کے لئے تیار نہیں ہوگا، اسی طرح صحیح معنوں میں اللہ تعالٰے سے ڈرنے والا کبھی بھی اللہ تعالٰی کو ناراض نہیں کریگا کیونکہ اللہ تعالٰی کی ناراضگی بہت بڑے ضرر اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالٰے کی ناراضگی کا سبب اللہ تعالٰی کی نافرمانی ہے لہذا کوئی شخص جو صحیح معنوں میں اللہ تعالٰے سے ڈرتا ہو کبھی بھی اللہ تعالٰی کی نافرمانی نہیں کریگا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کو بہکائے یا زبردستی کسی ایسے کام پر مجبور کرے جس کام کے کرنے سے اللہ تعالٰے کی نافرمانی ہوتی ہو تو وہ حتی الامکان اس کام کو کرنے سے اسی طرح اپنا بچاؤ کریگا جس طرح زبردستی زہر کھلائے جانے پر اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

ڈر کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو شیطان بہکائے یا کوئی انسان بہکائے تو وہ اس کے بہکانے میں نہ آئے بلکہ بہکانے والے کو اپنا حقیقی دشمن سمجھے، اسی لئے تو اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔

(فاطر - ۶)

انسان کی فطرت ہے کہ وہ انتقامی طور پر سب کچھ کر گذرتا ہے لیکن صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا کسی ایسی انتقامی کارروائی سے بھی بچتا ہے جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ○

(المائدۃ - ۲۷، ۲۸)

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا حال حق کے ساتھ (پڑھ کر) سنا دیجئے، جب ان دونوں نے (اللہ کے لئے) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی (جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اس نے دوسرے سے) کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا، اس نے کہا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، اور اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

یہ کونسی چیز تھی جو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بیٹے کو انتقام لینے سے روک رہی تھی، یہ اس بیٹے کے الفاظ ہی میں سنئے۔ وہ کہتا ہے: میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اس لئے کوئی انتقامی کارروائی بھی نہیں کروں گا۔ خوف نے اس کو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے باز رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ .... وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ .... (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ بالیمین ۲/۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جزء اول ص۳۳۱)

سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ ان کو اس دن جس دن کہیں سایہ نہ ہوگا اپنے سایہ میں جگہ دے گا: عادل حکمران . . . . . . اور ایک وہ شخص جس کو کوئی ذی مرتبہ حسین عورت بلاتی ہے تو وہ کہتا ہے "میں اللہ سے ڈرتا ہوں" (میں یہ کام نہیں کر سکتا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حقیقی معنوں میں کوئی شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو وہ ایسے نازک موقع پر بھی جس موقع پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے بچ جاتا ہے۔ وفور جذبات میں کھو جانے کے باوجود اللہ تعالےٰ کا ڈر غالب آتا ہے اور وہ انتہائی دلکش گناہ سے بچ جاتا ہے۔

حقیقی معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا صرف ایسی چیزوں اور کاموں سے ہی نہیں بچتا جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یقینی ہوتی ہے بلکہ وہ تو ایسی چیزوں اور کاموں سے بھی بچتا ہے جن میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی یقینی نہیں ہوتی بلکہ نافرمانی کا صرف شبہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَاَ عَلٰی مَا یَشُكُّ فِیْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ یُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِیْ حِمَی اللّٰهِ مَنْ یَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یُّوَاقِعَهٗ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین جزء ۳ ص۷)

حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، تو جس شخص نے اس کام کو چھوڑا جس میں اُسے گناہ کا شبہ ہے تو وہ اس کام کو جس میں گناہ ظاہر ہے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جس شخص نے اس کام پر جرأت کی جس میں اُسے گناہ کا شبہ ہے تو عنقریب وہ اس کام میں جا پڑیگا جس کام میں گناہ ظاہر ہے۔ تمام گناہ اللہ کی چراگاہ ہیں تو جو شخص اس چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ عنقریب اس چراگاہ میں جا پڑیگا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ ہیں اور مشکوک چیزیں اس ممنوعہ چراگاہ کا اردگرد کا علاقہ ہے تو جس طرح کوئی چرواہا اگر شاہی ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد مویشی کو چرائے تو عنقریب وہ ممنوعہ چراگاہ میں داخل ہوکر مویشی کو چرانے لگے گا اور سزایاب ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص مشکوک کام کرنے لگتا ہے تو وہ عنقریب یقینی گناہ کا مرتکب ہوجائیگا اور پھر قیامت کے دن عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ جو چرواہا بادشاہ کی مقرر کردہ سزا سے ڈرتا ہے وہ کبھی ممنوعہ علاقہ کے اردگرد مویشی کو نہیں چرائے گا بالکل اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرتا ہے وہ کبھی بھی مشکوک کام نہیں کریگا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ مشکوک کام کا کرنا اس سے یقینی گناہ کرادیگا اور اس طرح وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجائیگا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عذاب الٰہی کا اصل سبب عموماً مشکوک کاموں کا کرنا ہوتا ہے، نہ مشکوک کام کرے اور نہ اس کے نتیجے میں یقینی گناہ کرکے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔

(اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔ اہل کتاب نے باوجود دلائل وبراہین کے ظاہر ہوجانے کے اسلام قبول نہیں کیا، اور اس سے پہلے بھی وہ عجیب وغریب قسم کی مجرمانہ حرکتیں کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو ان کی ان قبیح حرکات کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اے ایمان والو، تم ان اہل کتاب کی طرح نہ ہوجانا، بلکہ صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا اور اس حالت میں مرنا کہ تم مسلم ہو۔ اس آیت میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرنے والا ہی مسلم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ "تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو" ایک خاص رمز ہے۔ کسی انسان کو نہیں معلوم کہ اس کی موت کب آئے گی، موت کسی وقت بھی ناگہانی طور پر آسکتی ہے، ایسی صورت میں اگر وہ پہلے سے مسلم نہیں ہوا اور اچانک اسے موت آگئی تو وہ کس طرح ایک مسلم کی موت مریگا۔ موت کے وقت مسلم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت مسلم ہو تاکہ جس وقت بھی اچانک موت آئے تو وہ اس وقت مسلم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا منشاء یہی ہے کہ انسان تمام زندگی ایسی حالت میں گذارے کہ وہ مسلم ہو، تمام عمر ایسی حالت میں گذارے کہ وہ نیک عمل کر رہا ہو تاکہ جس وقت بھی اُسے موت آئے نیک عمل ہی اس کے آخری عمل ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ (صحیح بخاری کتاب القدر باب العمل بالخواتیم جزء ۸ ص ۱۵۲) — اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا) سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد کتاب اللہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب جزء ۲ ص ۳۶۲)

خبردار ہو جاؤ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اُسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا اور (دوسری بھاری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد کتاب اللہ ہے یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی اس لئے کہ کتاب اللہ کا اطلاق حدیث پر بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن خالد فرماتے ہیں:۔

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللَّهَ إِلَّا — ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے کہ اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا:

قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلٰى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَعَلٰى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا (صحيح بخاری كتاب المحاربين من اهل الكفر والردة جزء ۸ ص۲۰۸ وصحيح مسلم كتاب الحدود باب من اعترف على نفسه بالزنی جزء ۲ ص۵۳)

(اے اللہ کے رسول) میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیں۔ پھر اسکا (فریق) مخالف کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ سمجھ دار تھا۔ اس نے کہا آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے (بیان کرنے کی) اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو۔ اس نے کہا: میرا لڑکا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ میں نے اس کی طرف سے فدیہ میں سو بکریاں اور ایک غلام (اس کو) دیا۔ پھر میں نے (کچھ) اہل علم لوگوں سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہو گا اور اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور تمہارے درمیان اللہ جل ذکرہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام واپس کیا جائیگا۔ تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا اور اے انیس، تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے سنگسار کردو۔ انیس صبح کو اس کے پاس گئے۔ اس نے اعتراف کیا۔ انیس نے اسے سنگسار کر دیا۔

اس واقعہ میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قرآن مجید میں نہیں ہے تاہم آپ نے فیصلہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق کہا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حدیث بھی مراد ہوتی ہے۔

الغرض کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں ہیں یعنی کتاب اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۔
(الشوریٰ ۔ ۱۳)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا، (وہی راستہ) جس راستہ کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو، موسیٰ کو اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی سے اللہ تعالیٰ کا دین مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا ضروری ہے۔ اس میں اختلاف و افتراق حرام ہے، دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا یہ امر ممنوع ہے۔ دین کو فرقہ وارانہ مذاہب میں تقسیم کر کے فرقے فرقے بن جانا یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ○
(الانعام ۔ ۱۶۰)

(اور اے رسول) جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقہ فرقہ بن جائیں آپ کو ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر (قیامت کے دن) وہی انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دین کو تقسیم کر کے فرقوں میں بٹ جائیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ ایک ہی چیز کو ایک فرقہ حلال کہے اور دوسرا حرام کہے۔ ایک کام ایک فرقہ کے ہاں سنت ہو اور دوسرے فرقے کے ہاں سنت نہ ہو، ہر فرقہ اپنے اپنے مسئلہ پر اڑ جائے اور قرآن مجید و حدیث نبوی کے واضح دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنی غلطی سے رجوع نہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنا نہیں ہے بلکہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ○
(الروم ۔ ۳۱ و ۳۲)

اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا (یعنی) ان لوگوں میں سے (نہ ہو جانا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے، تمام فرقے جو (فرقہ وارانہ مذہب) ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

اہل کتاب نے کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اپنے فرقہ وارانہ مذاہب سے رجوع نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کے فرمان کو محض اپنے مذہب کی خاطر تسلیم نہیں کیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

اور اہل کتاب متفرق نہیں ہوئے مگر کھلی دلیل کے آجانے کے بعد۔

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۴)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کو اپنے مذہب کی وجہ سے تسلیم نہ کرنا کفر ہے ۔ اللہ تعالیٰ مسلمین کو اس فعل قبیح سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

(آل عمران ۔ ۱۰۵ و ۱۰۶)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے ۔ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے، جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے (اُنسے کہا جائیگا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا؟ (پھر ان سے کہا جائیگا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب اس کے عذاب کا مزا چکھو ۔

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے جن لوگوں نے فرقے بنائے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے گویا وہ ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے ۔ ایمان تو اس بات پر لائے کہ اسلام حق ہے، قرآن مجید اور حدیث نبوی حق ہے لیکن جب قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اسلام کی کوئی چیز انہیں بتائی گئی تو اپنے فرقہ ورانہ مذہب کی خاطر اسے تسلیم نہیں کیا گویا انہوں نے قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود قرآن مجید اور حدیث کا انکار کیا یعنی اسلام پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود انہوں نے اسلام کا انکار کیا ۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کا انکار اسلام کا انکار ہے اور اسی کا نام کفر ہے ۔

الغرض سورۂ روم اور سورۂ آل عمران کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ فرقہ بندی کا نتیجہ شرک بھی ہے اور کفر بھی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (آل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں اختلاف کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا

تھا، (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے اور اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کفر کی سزا دینے والا ہے)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کی خاطر محض ہٹ دھرمی سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے نصوص صریحہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسلام کی خاطر اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو چھوڑ دیتے، اختلاف کو ختم کر دیتے لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ ہدایت تو اسلام میں ہے نہ کہ اس کے باہر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ○
(آل عمران ـ ۲۰)

پھر (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑیں (اور بحث مباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے تو اللہ تعالٰے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے (ہم تو بس دین اسلام ہی کو حق سمجھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہیئے: "کیا تم اسلام قبول کرتے ہو" اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ہدایت یاب ہو جائیں گے اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں تو آپ کی ذمہ داری سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ (دین اسلام ان تک) پہنچا دیں، اللہ (اپنے) ان بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے اور فرقہ بندی سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ

اللہ تمہارے لئے تین باتیں پسند کرتا ہے اور تین باتیں ناپسند کرتا ہے۔ جن چیزوں کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے وہ یہ ہیں کہ (۱) تم صرف اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو (۲) تم سب مل کر اللہ کی رسّی

السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل عن غیر حاجۃ جزء اول ص۷۶)

کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو اور (۳) جس کو اللہ تمہارے امر کا والی بنادے (یعنی جس کو اللہ تمہارا امیر بنادے) اس کی خیر خواہی کرو اور جن چیزوں کو اللہ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے وہ یہ ہیں (۱) قیل وقال (۲) سوال کی کثرت اور (۳) مال کا ضائع کرنا۔

اللہ تعالیٰ سب کو ایک امت ایک جماعت دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ امت اختلاف کر کے فرقوں میں بٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ کو اختلاف سخت ناپسند ہے، وہ نہیں چاہتا کہ کسی قسم کا اختلاف باقی رہے۔ اختلاف کے سدّباب کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت نازل فرمائی اور جب اختلاف پیدا ہوا تو اس کو ختم کرنے کے لئے از سر نو نبی بھیج کر پھر سب کو ایک مرکز پر لانے کا انتظام کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا۔

(یونس ۔ ۱۹)

اور (اے رسول پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ إِلَّا الَّذِيْنَ أُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

(البقرۃ ۔ ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنالئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کردے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آکر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی، پھر جو لوگ (ان دلائل پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے راہ حق دکھادی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ

راہ حق کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اختلاف کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب فی الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص جزء ۳ ص ۱۵۸ وکتاب بدء الخلق جزء ۴ ص ۲۱۳ و رواه مسلم نحوه فی صحیحه فی کتاب العلم فی باب النهی عن اتباع متشابه القرآن جزء ۲ ص ۴۶۲)

اختلاف نہ کرو تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا لہٰذا وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو گورنر بنا کر یمن کی طرف روانہ فرمایا تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر جزء ۴ ص ۷۹ وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب فی الامر بالتیسیر جزء ۲ ص ۸۰)

آسانی پیدا کرنا، سختی میں مبتلا نہ کرنا، خوشخبری سنانا، نفرت نہ پیدا کرنا، اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب کراهیة الاختلاف جزء ۹ ص ۱۳۶ وصحیح مسلم کتاب العلم باب النهی من اتباع متشابه القرآن جزء ۲ ص ۴۶۱)

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

قرآن کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل اس پر متفق رہیں اور جب اس میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو پھر اٹھ جایا کرو۔

مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے کہ اختلاف برداشت نہیں حتیٰ کہ قرآن مجید کے درس و تدریس کو ملتوی کیا جا رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اختلاف شدت اختیار کر کے ذہنوں میں پیوست ہو جائے، پھر ضد و ہٹ دھرمی سے جڑ پکڑ جائے اور اس کا دور کرنا مشکل ہو جائے، اگر ایسے وقت اختلاف کو وہیں چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوں تو اختلاف کی نوعیت سرسری ہو گی، ایسا اختلاف مزید غور و فکر سے خود بخود دور ہو جاتا ہے۔

الغرض اختلاف و افتراق کی سخت ممانعت ہے۔ اتحاد موجب رحمت ہے، اختلاف کبھی موجب

رحمت نہیں ہوسکتا بلکہ اختلاف تو باعث عذاب وہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

(هود - ۱۱۸ و ۱۱۹)

لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے، مگر جس پر آپ کے ربّ کا رحم ہوجائے (بس وہی اختلاف سے بچ جائیگا) اور اُس نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر اپنا رحم وکرم کرے لیکن لوگ اختلاف کرکے اپنے آپ کو رحم وکرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں) تو اے رسول، اس طرح آپ کے رب کی وہ بات پوری ہوکر رہے گی (جو وہ پہلے کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝

(الانعام - ۶۵)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) آپ دیکھئے ہم (کس کس طرح الفاظ) بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک جماعت دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝

(المؤمنون - ۵۲)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) ربّ ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۔

(البقرة - ۲۵۳)

اور اگر اللہ چاہتا تو نبیوں کے بعد آنے والے لوگ کھلی نشانیوں کے آنے کے بعد (ان نشانیوں کو تسلیم کرلیتے اور) آپس میں نہ لڑتے (لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) بلکہ اختلاف پر جمے رہے پھر ان میں سے بعض لوگ ایمان لے آئے (اور حق کو

تسلیم کرلیا) اور بعض (نے پھر بھی) انکار کیا، (یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہوتا رہا)۔

جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتے ان کا ایمان لانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور یہی اس کی مشیت ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی رسی، اللہ تعالیٰ کے دین یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف کو مل کر مضبوطی سے پکڑے لینے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور اسی میں عافیت ہے، اسی میں فرقہ بندی کا سدِّباب ہے، یہی وہ مشترک چیز ہے جس پر عقیدتاً تمام فرقے متفق ہیں، یہی وہ قدرِ مشترک ہے جس پر عمل کر کے وہ پھر ایک ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی یہی دعوت ہے کہ اسی مشترک چیز کی طرف لوٹو، اللہ پرستی اختیار کرو، شخصیت پرستی چھوڑ دو، اختلاف اور فرقہ بندی کی ابتداء شخصیت پرستی ہی سے ہوتی ہے۔ کسی شخص سے عقیدت مندی جب غلو کی اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کے قول و فعل کو حق ہی نہیں بلکہ معیارِ حق تسلیم کر لیا جائے تو یہ عقیدتمندی شخصیت پرستی کے مترادف ہے۔ یہ اس کی عبادت ہے اور یہ کھلا شرک ہے۔

الغرض اقوال الرجال اور بزرگانِ دین کے فتوے فرقہ بندی کو روک نہیں سکتے بلکہ ان کو پکڑے رہنا فرقہ بندی کو قائم رکھنا ہے۔ بزرگانِ دین معیارِ حق نہیں بن سکتے، معیار تو بس اللہ تعالیٰ کی رسّی، اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی ہے۔ اگر بزرگانِ دین کو معیارِ حق تسلیم کر لیا جائے تو بے شمار معیار وجود میں آجائیں گے۔ اسی طرح اگر اپنے آباء و اجداد کو معیارِ حق بنا لیا جائے تو بھی لاتعداد معیار بن جائیں گے۔ معیار کا لاتعداد ہونا ہی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ یہ معیارِ حق نہیں۔ معیارِ حق ایک ہوتا ہے، کئی نہیں ہوتے۔ جن لوگوں نے بہت سے معیار تسلیم کر لئے ان میں فرقے بنتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام ایک تھا لیکن فرقہ بندی کی وجہ سے کئی اسلام بن گئے۔ کیا ان سب کو باوجود کثیر اختلاف کے اسلام کہا جا سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ صحیح اسلام کی طرف آنے کی ایک ہی صورت ہے کہ سب مل کر قدرِ مشترک کی طرف لوٹیں، صرف اسلام کو اپنا دین مانیں اور اپنے کو صرف مسلم کہیں۔ قدرِ مشترک کی طرف دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران - ۶۴)

(اے رسول، اللہ کے راستہ کی طرف انہیں دعوت دیجئے، ان سے) کہیئے: اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر (اے ایمان والو) اگر یہ اس بات ی

سے منہ موڑیں تو ان سے کہدو (کہ اے اہل کتاب)
تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قدر مشترک کی طرف لوٹنے والے اور بزرگان دین کو اپنا رب نہ بنانے والے ہی مسلم ہیں یہ قدر مشترک کی طرف اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو اس زمانہ میں دعوت دی تھی اسی قدر مشترک کی طرف اللہ تعالےٰ کی آج بھی دعوت ہے قرآن مجید کی آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ بس سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور فرقے نہ بناؤ۔

فرقوں کے وجود کا باعث فرقہ وارانہ مذہب بھی ہوتے ہیں اور فرقہ وارانہ امتیازی نام بھی ہوتے ہیں۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لینے کا حکم دے کر اللہ تعالےٰ نے فرقہ وارانہ مذاہب کو اصولاً جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور "وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ اور فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ" کا حکم دے کر فرقہ وارانہ ناموں پر ضرب کاری لگادی گویا اللہ تعالےٰ نے حکم دے دیا کہ ایمان والوں کا نام بھی ایک ہونا چاہیئے اور دستور العمل بھی ایک ہونا چاہیئے سب اپنے کو مسلم کہیں اور سب قرآن مجید اور حدیث شریف کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

تمام فرقے مانتے ہیں کہ واجب التعمیل قانون شرعی وہی ہے جو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں ہے لیکن اس زبانی اقرار کے باوجود عملاً وہ اس اصول کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کا زندہ ثبوت موجودہ فرقوں کا وجود ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یہ اصول تسلیم نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کوئی چور ہے جو عملاً اس اصول کو تسلیم کرنے سے باز رکھے ہوتے ہے۔ وہ چور کیا ہے؟ وہی عقیدت مندی، اپنے فرقہ وارانہ مذاہب سے بے پناہ محبت، اور ہٹ دھرمی، قرآن مجید اور حدیث نبوی کو تسلیم کرنے سے دل میں ایک قسم کا انقباض۔ پہلے اس چور کو نکال کر پھینکنا ضروری ہے، جب تک یہ چور دل میں رہے گا دل کبھی اپنے مذہب سے بالاتر ہو کر سوچنے کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

کسی بزرگ سے عقیدتمندی درحقیقت ایک ایسا پوشیدہ شرک ہے جس کے وجود کا شعور نہیں ہوتا اور اس طرح انسان غیر شعوری طور پر اس بزرگ کی پرستش کرتا رہتا ہے۔ اسی پوشیدہ شرک کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوٓا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

(التوبة - ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو اور عیسٰی بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں)

اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا چاہئیے۔ اللہ تعالیٰ کی رسّی جیسا کہ پہلے لکھا گیا اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے۔ ہمیں صرف ایک چیز پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۝ (الاعراف - ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اگر تمام فرقوں کا آیت زیرِ تفسیر اور اس آیت پر عمل ہو جائے تو پھر سب ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت گویا آیت زیرِ تفسیر کی تشریح ہے۔

فرقہ بندی کے سلسلہ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) فرقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی حکم دیا ہے،

(۲) فرقہ بندی سے شرک اور کفر کی راہیں کھلتی ہیں،

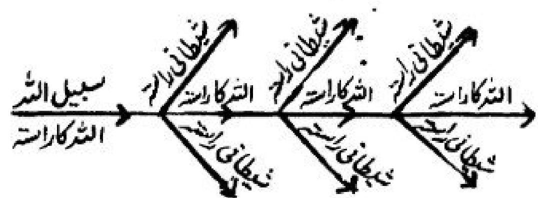
(۳) اختلاف و افتراق موجب ہلاکت اور عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے۔

ان نتائج کا کھلا تقاضا یہ ہے کہ امّت کو فرقہ بندی سے بچنا چاہئیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذِهِ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوا إِلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ (رواہ احمد - بلوغ الامانی جزء ۱۸ صـ ۱۲، وروی الحاکم نحوہ وسندہ صحیح - المستدرک جزء ۲ صـ ۲۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا، یہ (ایسے) متفرق راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ (الانعام - ۱۵۳): بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اس کی پیروی کرو اور ان راستوں پر نہ چلنا ورنہ تم اللہ کے راستے سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط کھینچے تھے ان کا نقشہ یہ ہے۔



حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ ص۶۵ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظهور الفتن جزء ۲ ص۱۳۲)

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں اس خوف سے کہ کہیں شر میں نہ مبتلا ہو جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ (ایک دن) میں نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم جاہلیت میں مبتلا تھے، برائیوں میں (گھرے ہوئے) تھے، اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرف فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ میں نے پوچھا "کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں لیکن اس میں کدورت ہوگی"۔ میں نے پوچھا "کدورت کیا ہوگی"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقہ کے بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہ نمائی کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے"۔ میں نے کہا "کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، لوگ اس طرح گمراہی پھیلائیں گے گویا کہ وہ دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلا رہے ہیں، جو اُن کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اُسے جہنم میں ڈال دیں گے"۔ میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ کچھ ان کی صفت ہم سے بیان فرما دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ہماری ہی قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے"۔ میں نے پوچھا "اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو مجھے آپ کس بات کا

حکم دیتے ہیں ؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہیں جماعت المسلمین اور اُن کے امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔" "میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہو اور نہ اُن کا امام (تو میں کیا کروں) ؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسی حالت میں تم تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین اور فرقے علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ فرقوں کو جماعت المسلمین نہیں کہا جا سکتا۔ فرقوں میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیئے خواہ جماعت المسلمین ہو یا نہ ہو، فرقوں سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے اگر اتنی مصیبت آجائے کہ کھانے کے لئے کچھ نہ ملے اور درخت کی جڑیں چبانی پڑیں تو درخت کی جڑیں چبا چبا کر اپنی زندگی پوری کر دینی چاہیئے لیکن فرقوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔

فرقہ بندی کی ممانعت کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا) وہ وقت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اب تم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے (وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا) اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ اللہ نے تم کو دوزخ سے بچا لیا (تو کیا اب تم فرقہ بندی پیدا کر کے پھر ایک دوسرے کے دشمن بننا چاہتے ہو اور کیا تم فرقہ وارانہ مذاہب اختیار کر کے اور دین اسلام کو چھوڑ کر دوزخ میں جانا چاہتے ہو۔ اے ایمان والو، تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ دین اسلام ایک بہت بڑی نعمت ربّانی ہے، اس دینِ اسلام کی برکت سے تم میں محبت پیدا ہو گئی، تم ایک دوسرے کے بھائی بن گئے لہٰذا اسے ہرگز نہ چھوڑو اور فرقہ وارانہ مذاہب اختیار نہ کرو) (كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ) اللہ تعالےٰ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت پر گامزن رہو، (اگر تم نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا اور فرقہ وارانہ مذاہب بنا لئے تو ہدایت مل جانے کے بعد پھر ہدایت سے محروم ہو جاؤ گے)۔

آیت کے آخری حصے سے پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ فرقہ بندی سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ فرقہ بندی کے باعث اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور دوزخ میں جانا یقینی ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ فرقہ بندی سے تائب ہو کر پھر اللہ کی رسّی یعنی اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

عمل

اے لوگو، صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈریئے، زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیئے تاکہ جس وقت بھی موت آئے آپ مسلم ہوں۔

اے لوگو، اسلام یعنی قرآن مجید و حدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے، فرقے نہ بنائیے، فرقوں میں شامل نہ ہوئیے، فرقوں سے دور رہیئے، فرقہ وارانہ مذاہب اختیار نہ کیجئے ورنہ یہ آپ کو اسلام سے دور کر کے دوزخ میں پہنچادیں گے۔

اے لوگو، آپس میں محبت والفت، اتحاد و اتفاق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، فرقے بنا کر اس نعمت سے اپنے آپ کو محروم نہ کیجئے۔

اے لوگو، اگر آپ ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی بس ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے چمٹے رہیئے اس سے آگے بڑھ کر کسی اور چیز کو اختیار نہ کیجئے ورنہ آپ ہدایت سے محروم ہو جائیں گے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ
اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ۱۰۵ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ
وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ
وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُونَ ۱۰۶ وَأَمَّا الَّذِينَ
ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ

اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۵﴾ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے، جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائیگا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ (پھر ان سے کہا جائے گا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب اس کے عذاب کا مزا چکھو ﴿۱۰۶﴾ اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے (اور) اس رحمت میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۰۷﴾ (اے رسول) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو حق کے ساتھ ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں (تاکہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں) اللہ اہل عالم پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (کہ بغیر ہدایت کا راستہ بتائے ان کو گمراہی کی سزا دے) ﴿۱۰۸﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (لہذا اسی کو مالک سمجھو، اور اسی کو کارساز سمجھو، یہی کامیابی کا راستہ ہے) ﴿۱۰۹﴾

معانی و مصادر (تَبْيَضُّ) اِبْيَضَّ، يَبْيَضُّ، اِبْيِضَاضٌ (باب افعلال) سفید ہونا (مادہ۔ ب ی ض ہے)

(اِسْوَدَّتْ) (تَسْوَدُّ) اِسْوَدَّ، يَسْوَدُّ، اِسْوِدَادٌ (باب افعلال) سیاہ ہونا۔

تفسیر سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو فرقہ بندی سے بچنے کا حکم دیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر اسی چیز کو دوہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، (وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے فرقے بنائے تھے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے تھے۔

اس آیت میں جن لوگوں کی طرف خاص طور پر اشارہ پایا جاتا ہے وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (رواہ ابوداؤد عن معاویۃ فی کتاب السنۃ فی باب شرح السنۃ جزء ۲ ص ۲۸۳ وسندہ صحیح - التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص ۶۱)

خبردار ہو جاؤ، اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ جماعت ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ فرقوں میں تقسیم نہ ہوں بلکہ اتفاق و اتحاد کے ساتھ اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ امت بھی کئی حصوں میں تقسیم ہو جائے گی، گذشتہ امت بہتر حصوں میں تقسیم ہوئی تھی اور یہ امت تہتر حصوں میں تقسیم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ ہوا، یہ امت کئی حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور ہر حصہ اپنے اپنے مذہب پر مگن ہے، ان حصوں میں بہتر حصے دوزخی ہیں اور صرف ایک جنتی ہے اور وہ اس حدیث کے مطابق جماعت ہے۔

اس حدیث میں جماعت کا مضاف الیہ مذکور نہیں ہے لیکن دوسری حدیثوں میں مضاف الیہ مذکور ہے اور وہ مسلمین ہے۔ وہ جماعت جو جنت میں جائے گی مسلمین کی جماعت ہوگی، باقی دوسرے حصے اس نام سے موسوم نہیں ہوں گے اور نہ وہ اس کے اہل ہوں گے کہ اس نام سے موسوم ہوں۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ؟ قَالَ

(شر اور فرقہ بندی کے زمانہ کی خبر دیتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی (کہ اس زمانہ میں) تمہیں جماعت المسلمین اور ان کے

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعة جزء ۹ ص۶۵ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن جزء ۲ ص۱۳۴)

امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔ میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہو اور نہ (ان کا) امام ہو (تو میں کیا کروں)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے (کہ تم سب سے علیحدہ ہو)۔

اس حدیث میں جماعت کا مضاف الیہ مسلمین موجود ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام فرقے کسی اور نام سے موسوم ہوں گے، وہ جماعت المسلمین نہیں ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جماعت المسلمین سے چمٹنے کا حکم دیا ہے اور ان فرقوں سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے حتی کہ آپ نے فرمایا اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو تب بھی ان فرقوں سے دور رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:-

فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب اعتزال الحیض المصلی جزء ۲ ص۲۸)

حائضہ عورتیں بھی جماعت المسلمین کے ساتھ (عیدگاہ میں) حاضر رہیں، ان کی دعاؤں میں شریک ہوں لیکن نماز پڑھنے کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

اس حدیث میں بھی جماعت کا مضاف الیہ مسلمین موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالطَّاعَةُ لِذَوِى الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الحاکم عن جبیرؓ وسندہ صحیح۔ المستدرك جزء ۱ ص۸۷)

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ تعالٰی کے لئے عمل کو خالص کرنا، امیروں کی اطاعت کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

اس حدیث میں بھی جماعت کا مضاف الیہ موجود ہے۔ الغرض آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ نہ تو فرقے بنانے چاہئیں اور نہ فرقوں میں شامل ہونا چاہئے بلکہ فرقہ بندی کے زمانہ میں جماعت المسلمین سے وابستہ رہنا اور فرقوں سے دور رہنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ

جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر صبر کرے

شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونہا جزء ۹ ص۵۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء ۲ ص۱۳۴ واللفظ للبخاری)۔

اس لئے کہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔ (نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح بخاری میں ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْاِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ا ص۱۱۹)

جس نے جماعت چھوڑ دی اور امارت کی تذلیل کی وہ اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ کے ہاں اس کے لئے (اپنے کو عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے) کوئی دلیل نہیں ہوگی۔

• باوجود اللہ تعالےٰ کی ممانعت کے اس امت میں بھی فرقے بنے۔ فرقے اختلاف کی بنیاد پر بنتے ہیں اور اختلاف رائے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ دینی معاملات ومسائل میں رائے دینے سے بچنا چاہیئے۔ نہ رائے ہوگی، نہ اختلاف ہوگا۔ نہ اختلاف ہوگا، نہ فرقے بنیں گے۔

کسی مسئلہ میں کسی کو رائے دینے کا اختیار ہی کب ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا دین ہے لہذا اس دین میں صرف اللہ تعالےٰ کی یا اس کے رسول کی بات ہی مانی جائے گی، تیسرے کی بات ہرگز نہیں مانی جائے گی۔ ہونا یہ چاہیئے کہ کسی مسئلہ میں کوئی رائے نہ دی جائے۔ جب تک کوئی دلیل نہ ملے زبان بند رکھی جائے اور جب دلیل مل جائے تو ہر شخص اس کے مطابق زبان کھولے۔ فرقہ بندی روکنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ گذشتہ امتوں میں بھی اور اس امت میں بھی نہ صرف یہ کہ کھلی دلیل نہ ملنے کی صورت میں اختلاف باقی رہا بلکہ کھلی دلیل مل جانے پر بھی اختلاف باقی رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ (لم یکن الذین کفروا ۔ ۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا

ہم نے ان کو امر (دین) کے سلسلہ میں دلیلیں

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○
(الجاثیۃ ۔ ۱۷)

عطاء کی تھیں لیکن وہ آپس کی ضد میں علم آجانے کے بعد بھی اختلاف پر اڑے رہے (تو اے رسول) جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○
(آل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے، اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کو کفر کی سزا دینے والا ہے)۔

مندرجہ بالا آیات اور آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل کتاب کھلے دلائل کے باوجود اپنے اختلاف پر جمے رہے۔ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو نہیں چھوڑا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب عظیم ہے (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ) یہ عذاب عظیم انہیں اس دن دیا جائیگا جس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے اور یہ دن قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ○ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ○ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ○
(عبس ۔ ۳۸ تا ۴۲)

بہت سے چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے، خنداں اور شاداں ہوں گے، اور بہت سے چہروں پر اس دن گرد و غبار پڑا ہوگا، (مزید برآں) ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی، یہ کافر اور گنہ گار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ○ تَظُنُّ أَنْ

اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے، وہ اپنے ربّ کو دیکھ رہے ہوں گے اور بہت سے

تُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○
(القیٰمۃ - ۲۲ تا ۲۵)

چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے وہ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آنے والی ہے جو اُن کی کمر توڑ دے گی۔

آگے فرمایا (فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ) پھر جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ایمان لانے کے بعد (کھلے دلائل کا) انکار کیا تھا (ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم کھلے دلائل کا انکار نہ کرتے، انہیں بسر وچشم قبول کرتے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا) (فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ) تو (اب) جو کفر تم نے کیا تھا اس کے بدلے عذاب کا مزا چکھو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کسی کھلی دلیل کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے اور یہ کفر فرقہ بندی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور فرقہ بندی تقلید سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا تقلید ہی درحقیقت اس کفر کی اصل ہے۔

آگے فرمایا (وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ) جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے (یعنی جنت میں ہوں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِحْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّۃُ فَقَالَتْ ھٰذِہٖ یَدْخُلُنِی الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَکَبِّرُوْنَ وَقَالَتْ ھٰذِہٖ یَدْخُلُنِی الضُّعَفَآءُ وَالْمَسَاکِیْنُ فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِھٰذِہٖ اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَآءُ وَرُبَّمَا قَالَ اُصِیْبُ بِکِ مَنْ اَشَآءُ وَقَالَ لِھٰذِہٖ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَآءُ وَلِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِّنْکُمَا مِلْؤُھَا (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلھا الجبارون جزء ۲ ص۳۸۶)

دوزخ اور جنت میں بحث ہوئی۔ دوزخ نے کہا مجھ میں جبّار اور متکبر داخل ہونگے۔ جنت نے کہا مجھ میں ضعیف اور مسکین داخل ہوں گے۔ اللہ عزّوجلّ نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعہ میں جس کو چاہونگا عذاب دونگا اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے: تیرے ذریعہ میں جس پر چاہونگا رحم کرونگا اور تم میں سے ہر ایک کو بھر دیا جائیگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمت سے مراد جنت ہے۔

آگے فرمایا (ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ) وہ اس رحمت (یعنی جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَارَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاَھْلُ النَّارِ اِلَی النَّارِ جِیْئَ بِالْمَوْتِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا کَاَنَّہٗ کَبْشٌ اَمْلَحُ) حَتّٰی یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ ثُمَّ یُذْبَحُ ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَا مَوْتَ یَا اَھْلَ النَّارِ

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو (اس حالت میں) لایا جائیگا گویا وہ ایک چتکبرا مینڈھا ہے یہاں تک کہ اُسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ دیا جائے گا، پھر اُسے ذبح کر دیا جائیگا، پھر ایک منادی

لَا مَوْتَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا هُوَ فِیْهِ) فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰی فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ ۱۴۲ وتفسیر سورة مریم و صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ ۵۳۷ و صـ ۵۳۸)

ندا کریگا: اے اہل جنت اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ اب موت نہیں آئے گی ہر شخص ہمیشہ اسی حالت میں رہیگا جس حالت میں وہ (اب) ہے۔ یہ سن کر جنتیوں کی خوشی اور بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کے غم میں اضافہ ہو جائیگا۔

(نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

یہ حدیث (هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) کی گویا تفسیر ہے۔

آگے فرمایا (تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں (تاکہ لوگ اپنی آخرت کی فکر کریں) (وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ) اللہ تعالیٰ اہل جہان پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (کہ ان کو متنبہ کئے بغیر عذاب میں مبتلا کرتے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ (قٓ - ۲۹)

میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

(وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، (سب چیزیں اس کی ملکیت ہیں اور سب اس کے محکوم ہیں) (وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝) اور تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، کائنات کا نظام وہی چلا رہا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (الٓمّٓ تنزیل - ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، فرقے فرقے نہ بنیئے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کے کھلے دلائل مل جانے کے بعد ہرگز اختلاف پر قائم نہ رہیئے۔ کھلے دلائل کا تسلیم نہ کرنا کفر ہے اور اس کفر کی اصل محرک فرقہ بندی اور فرقہ وارانہ مذاہب ہیں۔ فرقہ بندی اور فرقہ وارانہ مذاہب ختم کر دیجئے تاکہ آپ اس کفر سے بچ سکیں۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ
وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ
فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى
اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ (۱۵۹)

ترجمہ (اور اے رسول) جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقہ فرقہ بن جائیں آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے، پھر (قیامت کے دن) وہی انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے (۱۵۹)

معانی و مصادر (شِيَعًا) شَاعَ ، يَشِيْعُ ، شَيْعٌ و شُيُوعٌ و مَشَاعٌ و شَيْعُوعَةٌ و شَيَعَانٌ (ض) پھیلنا ، شائع ہونا۔
شَاعَ ، يَشِيْعُ ، شِيَاعٌ (ض) پیروی کرنا۔ (شِيَعٌ = مددگار اور ساتھی، فرقے ۔ یہ شِيْعَةٌ کی جمع ہے)۔

تفسیر فرقہ بندی بہت بری چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر فرقہ بندی کی ممانعت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ ہو۔

(آل عمران - ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (آل عمران - ۱۰۵)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

آیت زیرِ تفسیر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ) اے رسول جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقے فرقے بن جائیں آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں (فِي شَيْءٍ) کا تقاضا یہ ہے کہ فرقوں کے ساتھ کسی بھی چیز، کسی بھی کام، کسی بھی معاملہ میں شرکت نہ کی جائے مثلاً نہ نماز میں ان کے ساتھ شرکت کی جائے، نہ شادی بیاہ میں ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے، نہ ان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی جائے، نہ ان کے ساتھ تبلیغ عیرہ میں شرکت کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

غرض یہ کہ تمام دینی کاموں میں ان سے بالکل علیٰحدہ رہا جائے۔ ان کے ساتھ دینی کاموں میں شرکت گویا ان کو حق پر سمجھنا ہے اور لوگوں کو یہ تاثر دینا ہے کہ ہم اور یہ فرقے ایک ہی ہیں ہمیں ان سے کسی قسم کی بیزاری نہیں ہے۔ اس تاثر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ انہیں بھی حق پر سمجھ لیں گے اور فرقہ بندی کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں گی حالانکہ اللہ تعالےٰ فرقہ بندی کے سخت خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ جب کبھی گذشتہ امتوں میں اختلاف و افتراق ہوا تو اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا :-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (البقرۃ - ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک ہی جماعت تھے (ان میں کوئی فرق نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آ کر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی

تھی پھر جو لوگ (ان نبیوں پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے راہ حق دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ راہ حق کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کو اختلاف سخت ناپسند ہے اور اگر اختلاف کے فیصلہ کا دن مقرر نہ ہوتا تو دنیا ہی میں فیصلہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

(یونس - ۱۹)

(اے رسول، پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے (یہ) بات پہلے سے نہ طے کی گئی ہوتی (کہ ان کے اختلاف کا فیصلہ قیامت سے پہلے نہیں ہوگا) تو جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝

(الزخرف - ۶۵)

لیکن ان میں سے بہت سے فرقوں نے اختلاف کیا تو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا تھا دردناک عذاب کے دن (بڑی) خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اپنے بندوں کو بھی ایک ہی دیکھنا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ۝

(الانبیاء - ۹۲ و ۹۳)

(اے لوگو) یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے (لہذا تم آپس میں فرقے فرقے نہ ہو) اور میں ہی تمہارا (واحد) رب ہوں لہذا میری ہی عبادت کرو۔ لیکن (اے رسول، یہ ایک جماعت نہ رہ سکے) انہوں نے

(اختلاف کیا اور) آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے بالآخر) یہ سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (پھر ہم اس فرقہ بندی کا مزا انہیں چکھائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاتَّقُوۡنِ ۝ فَتَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ۝

(المؤمنون - ۵۲ و ۵۳)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا۔ لیکن انہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے۔

دین میں تفریق اور اختلاف سے فرقے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام وغیرہ کو حکم دیا تھا کہ دین میں تفریق نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰٓى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَيۡهِ ؕ اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡرِثُوا الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ۝

(الشوریٰ - ۱۳ و ۱۴)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا (وہی راستہ) جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا، (اے رسول) جس چیز کی طرف آپ مشرکین کو بلا رہے ہیں وہ ان پر بڑی (گراں) ہے، اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور (اے رسول) لوگ متفرق نہیں ہوئے مگر آپس کی ضدمیں اور وہ بھی اس وقت جب ان کے پاس علم آچکا تھا اور اگر آپ کے رب کے فیصلہ کا پہلے سے

وقت مقرر نہ ہوتا تو ان (لوگوں) کے درمیان
کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا پھر ان کے بعد جو لوگ
(اللہ کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ (اپنے
آباؤ اجداد کے اختلاف کے باعث ہی) شک
وشبہ میں (مبتلا) ہیں۔

دین میں تفریق و اختلاف سے ہی مختلف راستے وجود میں آتے ہیں۔ دین کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ صراط مستقیم ہے۔ صراط مستقیم کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلنے ہی سے فرقہ بندی کی ابتداء ہوتی ہے لہٰذا صراط مستقیم سے چمٹے رہنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(الانعام - ۱۵۳)

اور (اے اللہ پر ایمان لانے والو) میرا سیدھا راستہ تو یہی ہے، بس اسی کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلنا ورنہ وہ راستے تم کو اللہ کے راستہ سے علیحدہ کر دیں گے، اللہ (قرآن مجید کے ذریعہ) تم کو ان باتوں کا حکم دے رہا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں فرقوں سے تمام تعلقات منقطع کرنے کی ہدایت کی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرقوں سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شر کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے حکم دیا کہ:۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ

جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔

حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا:۔

فَاِنْ لَمْ یَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ۔

اگر مسلمین کی جماعت نہ ہو اور نہ امام ہو (تو کیا کروں)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى یُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ ص ۹۶۵ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن ۲/۱۳۵ واللفظ للبخاری)

ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اگرچہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے اور تم اسی حالت پر ہو۔

آگے فرمایا (اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ) ان فرقوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ ان کے فیصلہ کا دن قیامت ہے۔ جب قیامت کے دن یہ میدان محشر میں آکر جمع ہوجائیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے، انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کس کس طرح اس کو تباہ و برباد کیا تھا۔

عمل

اے ایمان والو، فرقوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیئے ان کے ساتھ کسی دینی کام میں شرکت نہ کیجئے ورنہ دیکھنے والوں کو ان فرقوں کے حق پر ہونے کا گمان ہوگا، اس طرح اگر وہ پہلے سے کسی فرقہ میں نہیں ہیں تو کسی بھی فرقے میں شامل ہونے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کریں گے اور اگر پہلے سے کسی فرقے میں ہیں تو اس فرقہ سے نکلنے کے متعلق کبھی نہیں سوچیں گے۔ ان کے ساتھ آپ کی شرکت ان کی گمراہی کا سبب بنے گی یعنی آپ ان کی گمراہی کے ذمہ دار ہوں گے۔

إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ
وَأَنَا۠ رَبُّكُمۡ فَٱعۡبُدُونِ ۝٩٢ وَتَقَطَّعُوٓاْ
أَمۡرَهُم بَيۡنَهُمۡۖ كُلٌّ إِلَيۡنَا
رَٰجِعُونَ ۝٩٣ فَمَن يَعۡمَلۡ مِنَ
ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ
فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهِۦ وَإِنَّا لَهُۥ
كَٰتِبُونَ ۝٩٤

ترجمہ (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے (لہذا تم آپس میں فرقے فرقے نہ ہو) اور میں ہی تمہارا (واحد) رب ہوں لہذا میری ہی عبادت کرو (۹۲) لیکن (اے رسول، یہ ایک جماعت نہ رہ سکے) انہوں نے (اختلاف کیا اور) آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے بالآخر) یہ سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (پھر ہم اس فرقہ بندی کا مزا انہیں چکھائیں گے) (۹۳) جو شخص نیک عمل کرے اور وہ مؤمن بھی ہو تو اس کے اعمال کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم اس کے لئے (اس کے اعمال) کو

لکھ رہے ہیں (۹۴)

معانی و مصادر (تَقَطَّعُوا) تقطّع، یتقطّع، تقطُّع (باب تفعل) کاٹنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ) یہ تمہاری امت ایک امت ہے (تم سب ایک جماعت ہو) اور میں تم سب کا (واحد) رب ہوں لہٰذا بس میری ہی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے، لہٰذا تمام انسانوں کو بھی ایک ہونا چاہئے۔ وہ سب کا رب ہے اور اس کی ربوبیت کا یہ رشتہ تمام انسانوں میں مشترک ہے گویا تمام انسان ایک رشتہ میں منسلک ہیں لہٰذا ان کو متفرق و مختلف نہیں ہونا چاہئے بلکہ ایک جماعت بن کر رہنا چاہئے اور اس کا ذریعہ یہ ہے کہ بس اللہ اکیلے کی عبادت و اطاعت کی جائے۔ جب معبود، حاکم اور مطاع ایک ہوگا تو لازماً اس کے عابد و محکوم بھی ایک ہوں گے۔ جب معبود، حاکم اور مطاع متعدد ہوں گے تو انسان بھی متعدد فرقوں میں بٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو اکیلا معبود، حاکم اور مطاع مان لینے کے معنی یہ ہیں کہ بس اسی کے حکم پر اور اسی کے ضابطہ پر چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ضابطہ کا نام دین ہے۔ دین ہمیشہ ایک ہی رہا ہے یعنی دین ہمیشہ وہی رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ (صحیح بخاری کتاب بدءالخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۴ صـ ۲۰۳)

میں سب لوگوں سے زیادہ عیسٰی بن مریم کا حقدار ہوں دنیا اور آخرت دونوں میں اور انبیاء سب علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں (یعنی زمانے) جدا جدا ہیں اور دین سب کا ایک ہے۔

اگرچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مختلف رہے، بعض احکام بھی مختلف رہے لیکن ہر زمانے میں دین اسی چیز کو کہا گیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ انبیاء علیہم السلام آتے رہے، جاتے رہے لیکن یہ اصول نہیں بدلا۔ کسی نبی کے زمانے میں ایسا نہیں ہوا کہ غیر اللہ کے احکام و آراء کو دین کہا گیا ہو۔

آیۂ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کے ماننے والے بھی ایک ہوں۔ سب اسی دین پر چلتے رہیں جو دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور جو چیز اس کے علاوہ ہو

اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۳۸)

پھر جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا) جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں روز محشر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

جس نے منزل من اللہ کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو منبع ہدایت سمجھا وہ یقیناً گمراہ ہوگا بلکہ کافر ہو جائے گا حتی کہ اگر کوئی شخص منزل من اللہ کے ساتھ کسی دوسری چیز کو بھی منبع ہدایت سمجھے گا تو وہ بھی یقیناً گمراہ ہو جائے گا اور شرک فی الدین کا مرتکب ہوگا۔ منزل من اللہ کو کلیتہً چھوڑنا یا منزل من اللہ کے ساتھ دوسری کسی چیز کی آمیزش کرنا یقیناً افتراق و اختلاف کا موجب ہوگا۔ اتفاق و اتحاد کی بنیادیں کھوکھلی ہو جائیں گی اور امت مختلف فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف منزل من اللہ کو ماننا اور اس کی پیروی کرنا ہی اتفاق و اتحاد اور وحدت امت کا ضامن ہو سکتا ہے۔

اختلاف و افتراق اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلٰثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلٰثًا فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل جزء ۲ صفحہ ۷۵)

اللہ تمہارے لئے تین باتیں پسند کرتا ہے اور تین باتیں ناپسند کرتا ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے بے فائدہ باتیں کرنے کو، سوال کی کثرت کو اور مال کے ضائع

کرنے کو۔

ابتداء میں سب ایک جماعت تھے لیکن بعد میں ان میں اختلاف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس حالت پر نہیں چھوڑا بلکہ کسی نبی کو مبعوث فرما کر ان کے اختلاف کو دور کرنے کا اہتمام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ، وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهٖ، وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○

(البقرۃ - ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک ہی امت تھے۔ (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کردے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آکر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی اور ایسی حالت میں کیا تھا کہ انکے پاس کھلے دلائل پہنچ چکے تھے پھر جو لوگ (ان دلائل پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے راہ حق دکھادی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کردیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ راہ حق کا طلبگار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھادیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

(یونس - ۱۹)

اور (اے رسول، پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے (یہ) بات پہلے سے نہ طے

کی گئی ہوتی (کہ ان کے اختلافات کا فیصلہ قیامت سے پہلے نہیں ہوگا) تو جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

فرقہ بندی کھلی گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ، وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(النحل - ۹۳)

اور (اے لوگو) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے (اپنے مقررہ قوانین کی بنیاد پر) گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے اور (قیامت کے دن) تمہارے عملوں کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس کی جائے گی۔

فرقہ بندی عذاب الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○

(الانعام - ۶۵)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے، یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقے فرقے بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) آپ دیکھئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب بعد حدیث الغار جزء ۲ ص ۲۱۳)

آپس میں اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے کے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا ھَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ (صحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء۲ ص۳۶۲)

بے شک تم سے پہلے کے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے سے تباہ و برباد ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تو اتفاق و اتحاد اور وحدت کا نسخہ بنا دیا تھا لیکن لوگوں نے اس کو استعمال نہیں کیا اور ایک جماعت نہ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَيْنَھُمْ) انہوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَيْنَھُمْ زُبُرًا ، كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

(المؤمنون - ۵۲ و ۵۳)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا)، میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا لیکن انھوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے۔

آگے فرمایا (كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ) (لوگوں نے ہمارے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے لیکن آخر یہ جائیں گے کہاں) یہ سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (پھر ہم ان سب کا حساب لینے والے ہیں)۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَرْھُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

(المؤمنون - ۵۴)

تو (اے رسول، آپ) ان کو ایک وقت تک کے لئے ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیجئے۔

آگے فرمایا (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ) تو جس شخص نے نیک عمل کئے اس حالت میں کہ وہ مؤمن ہو تو ہم اس کے اعمال کی ناقدری نہیں کریں گے اور ہم اس (کو اجر و صلہ دینے) کے لئے اس کے تمام اعمال کو لکھ رہے ہیں (کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝

اور جو شخص اللہ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ مؤمن ہو اور اس نے (دنیا میں) نیک

(طٰہٰ - ۷۵)

عمل کئے ہوں تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۷۱)

بے شک اللہ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(حٰمٓ مومن - ۴۰)

جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مؤمن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو وہاں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

عمل

اے ایمان والو، فرقہ بندی سے بچئے۔ ایک جماعت بن کر رہئیے۔

جماعت المسلمین سے چمٹنے کا حکم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فتنوں کے زمانہ میں جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُّدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَّهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب كيف الامر اذا لم تكن جماعة جزء ۲ ص۱۰۵۱ وصحيح مسلم كتاب الامارة باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن جزء ۲ ص۱۳۴)

لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں برائی کے متعلق پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں اس میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ ایک دن میں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ جاہلیت اور برائی میں گرفتار تھے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھلائی ہم پر نازل کی، اب بھلائی کے بعد کیا پھر برائی پیدا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا پھر اس برائی کے بعد پھر بھلائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں دھواں ہوگا میں نے عرض کیا دھویں سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا (اُس زمانہ میں) ایسے بھی لوگ ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے ان کی کوئی بات تمہیں اچھی معلوم ہوگی اور کوئی بُری۔ میں نے پوچھا پھر اس بھلائی کے بعد برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں، دوزخ کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے جو کوئی ان کی بات مان لے گا اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، ان لوگوں کی صفات تو بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ (بظاہر) تو ہماری ہی طرح ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا جماعت المسلمین اور ان کے امام کے ساتھ چمٹے رہنا۔

میں نے کہا اگر اس وقت نہ جماعت ہو اور نہ ان کا امام ہو؟ فرمایا پھر بھی ان تمام فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانا پڑیں اور اسی حالت میں تمہیں موت آ جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف جماعت المسلمین ہی حق پر ہوگی۔ جماعت المسلمین کے علاوہ باقی سب فرقے ہوں گے وہ حق پر نہیں ہوں گے، اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَّاٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا یَّکْرَھُہٗ فَلْیَصْبِرْ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونھا جزء ۹ ص۵۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ ۲/۱۳۴)

جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی بالشت برابر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا اور اسی حال میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیّت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَۃِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَۃَ فَمَاتَ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَۃٍ عُمِّیَّۃٍ یَغْضَبُ لِعَصَبَۃٍ اَوْ یَدْعُوْا اِلٰی عَصَبَۃٍ اَوْ یَنْصُرُ عَصَبَۃً فَقُتِلَ فَقِتْلَۃٌ جَاھِلِیَّۃٌ (وفی روایۃ یُقَاتِلُ لِلْعَصَبَۃِ فَلَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ) (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزء ۲ ص۱۳۵)

جو شخص اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت کا ساتھ چھوڑ دے پھر وہ مرے تو اسکی موت جاہلیّت کی موت ہوگی اور جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے، عصبیّت کی بناء پر غصہ کرے، عصبیّت کی دعوت دے، عصبیّت کی بنیاد پر مدد کرے (یا) عصبیّت کے لئے لڑے تو اس کی موت جاہلیّت کی موت ہوگی، وہ میری امت میں سے نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَا یُغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالطَّاعَۃُ لِذَوِی

تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مؤمن کا قلب خیانت نہیں کرتا:۔

الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواه الحاكم عن جبير بن مطعم فى كتاب العلم باب ثلث لا يغل عليهن قلب مؤمن وسنده صحيح - المستدرك ۱/۸۷)

۱- عمل کو اللہ کے لئے خالص کرنا،
۲- ذوالامر یعنی امیر کی اطاعت کرنا،
۳- جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ حَتّٰى يُرَاجِعَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامُ جَمَاعَةٍ فَاِنَّ مَوْتَتَهٗ مَوْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ (رواه الحاكم عن عبد الله بن عمر فى كتاب الايمان باب من خرج من الجماعة شبرا وسنده صحيح - المستدرك ۱/۷۷)

جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار دیا یہاں تک کہ وہ (دوبارہ) جماعت کی طرف لوٹے اور جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کے اوپر جماعت کا امام نہ ہو (یعنی اس نے جماعت کے امام کی بیعت نہ کی ہو اور جماعت میں شامل نہ ہوا ہو) تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللّٰهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ (رواه الترمذى وصححه فى ابواب الامثال عن الحارث الاشعرى جزء ۲ صفحہ ۲۹۶)

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے :- (۱) (امیر کا حکم) سننے کا (۲) (امیر کی) اطاعت کرنے کا- (۳) جہاد کرنے کا (۴) (ضرورت ہو تو) ہجرت کرنے کا (۵) جماعت (سے چمٹے رہنے) کا کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت برابر علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ پھر (جماعت کی طرف) لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ۔ (رواه الترمذى وصححه فى ابواب الفتن باب فى لزوم الجماعة جزء ۲ صفحہ ۹۶)

جماعت کو لازم پکڑو جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی ناخوش کرے وہ مؤمن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْإِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم فی کتاب العلم باب من فارق الجماعۃ۔ سندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۱۱۹)

جو شخص جماعت چھوڑ دے اور امارت کی تذلیل کرے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ کے لئے اس کے پاس کوئی حجت نہ ہو گی (یعنی اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہو گی جو عند اللہ مقبول ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثَةٌ لَا تَسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصٰى إِمَامَهٗ وَمَاتَ عَاصِيًا وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهٗ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ (رواہ الحاکم فی کتاب العلم باب من فارق الجماعۃ جزء اول ص۱۱۹)

تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کے متعلق نہ پوچھو (کہ ان کا کیا حشر ہو گا): ایک تو وہ شخص جو جماعت چھوڑ دے، اپنے امام کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت میں مر جائے۔ دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو بھاگ جائے اور (اسی حالت میں) مر جائے، تیسری وہ عورت جس کا شوہر اس کے پاس موجود نہ ہو اور وہ اس کی دنیا کی ضرورت پوری کر گیا ہو پھر وہ اس کے جانے کے بعد اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرے (الغرض ان (تینوں) کے متعلق (کچھ) نہ پوچھو (کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ (ابوداؤد کتاب الصلٰوۃ باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ جزء اول ص۸۸ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص۲۷)

کوئی بستی ہو یا جنگل اگر اس میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز (باجماعت) قائم نہ کی جائے تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے لہٰذا تم پر جماعت (سے چمٹنا) لازم ہے اس لئے کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلے سے دور ہو گئی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً

خبردار ہو جاؤ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور یہ ملت (یعنی یہ امت)

وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (رواہ ابوداؤد عن معاویہؓ فی کتاب السنۃ باب شرح السنۃ جزء ۲ صفحہ ۲۸۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صفحہ ۶۱)

تہتر[۳] فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر[۲] دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ جماعت ہوگی۔

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات اور احادیث جن میں لفظ "مسلمین" آیا ہے وہ گویا "وَفِيْ هٰذَا" کی تفسیر ہیں۔ جن احادیث میں صرف جماعت کا لفظ ہے اور اس کا مضاف الیہ مذکور نہیں ہے تو ان احادیث میں مضاف الیہ "مسلمین" کو محذوف سمجھا جائے گا کیونکہ دوسری احادیث میں مضاف الیہ "مسلمین" موجود ہے۔

آگے فرمایا (لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ) (اے ایمان والو، تم کو اس لئے منتخب کیا گیا ہے) تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور تم (تمام) لوگوں کے اوپر گواہ ہو۔

اس آیت میں جس گواہی کا ذکر ہے وہ گواہی قیامت کے دن ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گواہی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ صفحہ ۲۶)

قیامت کے دن نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بلایا جائے گا وہ عرض کریں گے اے اللہ، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے میرا حکم اپنی امت کو پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے جی ہاں پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا، نوح نے تم کو میرا حکم پہنچایا تھا (یا نہیں)؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے فرمائے گا تمہارا کوئی گواہ ہے؟ وہ کہیں گے! محمد اور ان کی امت (کے لوگ گواہ ہیں) پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ انہوں نے (احکام الٰہی

کو) پہنچایا تھا اور (اے ایمان والو) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں گے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرے گی تو اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا گویا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں، ان کی امت جھوٹ بولتی ہے۔ اس امت کی گواہی دوسری امت یا (امتوں) کے بیان کے خلاف اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام (و دیگر انبیاء) کی تصدیق کے لئے ہوگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بیان کی تصدیق کریں گے گویا آپ گواہی دیں گے کہ میری امت سچ کہتی ہے، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام (و دیگر انبیاء) نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا اور رسالت کے فرائض کماحقہ ادا کئے تھے۔

گواہ کے لئے ضروری ہے کہ عادل ہو اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ یہ امت عادل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝ (البقرۃ۔ ۱۴۳)

(اے ایمان والو جس طرح ہم نے تم کو ہدایت دے کر تم پر احسان کیا) اسی طرح ہم نے (تم پر یہ احسان بھی کیا) تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔

وَسَط کی تشریح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا قَالَ عَدْلًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قولہ تعالیٰ وکذلک جعلنکم امۃ وسطا جزء ۹ ص۱۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔ اسی طرح ہم نے (تم پر یہ احسان بھی کیا کہ) تم کو معتدل یعنی عادل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ "وسط" کے معنی "عدل" کے ہیں۔ یعنی یہ امت عادل، متوسط اور معتدل ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس امت میں حد درجہ اعتدال ہے۔ افراط تفریط نہیں ہے اور گواہی کے لئے ایسے ہی لوگ موزوں ہو سکتے ہیں جو اپنے کسی کام میں اور کسی بیان میں افراط تفریط اور کمی بیشی نہ کریں۔

(نوٹ:۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۴۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ) تو اے ایمان والو اس نعمت اور منصب کے شکر میں) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو (وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ) اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

(آل عمران - ۱۰۲و۱۰۳)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (آل عمران - ۱۰۱)

جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت پائی۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ○

(النسآء - ۱۴۵و۱۴۶)

بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے حصہ میں ہوں گے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ مگر جن لوگوں نے توبہ کرلی، (اپنی) اصلاح کرلی، اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے کرلیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ (جنت میں) رہیں گے اور مؤمنین کو اللہ عنقریب اجر عظیم عطاء کرے گا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○

(النسآء - ۱۷۶)

تو جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف پہنچنے کے لئے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لینا خصوصاً نماز اور زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنا یہی راہِ عدل ہے، یہی صراطِ مستقیم ہے، افراط تفریط سے بچانے کا یہی ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی جو عزت افزائی فرمائی ہے اس کے شکر ادا کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

آگے فرمایا: هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ہی تمہارا کارساز اور مددگار ہے تو (دیکھو) وہ (کتنا) اچھا کارساز ہے اور (کتنا) اچھا مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ (البقرۃ - ۱۰۷)

اور اے لوگو! اللہ کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (الانعام - ۱۴)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ کسی اور کو (اپنا) مددگار بناؤں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○ (الرعد - ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى۔ (الشوریٰ - ۹)

کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے) کارساز بنا رکھے ہیں حالانکہ اللہ (اکیلا) ہی کارساز ہے، وہی مُردوں کو زندہ کریگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○ (آل عمران - ۱۵۰)

(کافر مددگار نہیں ہیں، یہ تمہیں دھوکا دیتے ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

خبردار ہو جاؤ کہ (کافر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ) اللہ تمہارا مالک ہے (اور) وہ

(الانفال - ۴۰) کتنا اچھا مالک ہے اور کتنا اچھا مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا، هُوَ مَوْلٰنَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(التوبۃ - ۵۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے ہمیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے (پہلے سے) لکھ رکھی ہے، وہی ہمارا مددگار ہے اور اسی پر ایمان والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

(التحریم - ۲)

اللہ تم سب کا مددگار اور کارساز ہے اور وہ علم والا، حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(یونس - ۳۰)

(اس موقع پر) وہاں پر ہر شخص اپنے اعمال کی جو اس نے (موت سے) پہلے بھیج دئے ہوں گے جانچ پڑتال کرے گا اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب من وعن محفوظ ہیں، کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی) پھر وہ سب لوگ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف لوٹا دئے جائیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ (دنیا میں) کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مولا و کارساز نہیں نہ کسی دوسرے کو مولیٰ سمجھنا چاہئے اور نہ کسی کو مولیٰ کہنا چاہیئے، حتیٰ کہ غلام بھی اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق لفظۃ العبد والامۃ والمولیٰ و السید جزء ۲ صفحہ ۳۰۱)

کوئی غلام اپنے آقا کو "میرا مولیٰ" نہ کہے اس لئے کہ تم سب کا مولیٰ اللہ عزّ وجلّ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مددگار بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیُشْرِکُوْنَ مَالَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ○ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَھُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۹۱و۱۹۲)

کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ان مشرکین کی مدد نہیں کرسکتے (اور ان کی مدد تو کجا) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۹۷)

اور (اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کرسکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کے راستہ میں خوب جہاد کیجئے۔ دین کے تحفظ اور ترویج کے لئے بھرپور کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مسلم رکھا ہے بس آپ اپنے آپ کو مسلم ہی کہئے نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے۔

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾
فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ
كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ
فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ
وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى
الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقہ فرقہ نہ بن جانا)
میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا (۵۲) لیکن انہوں نے اپنے دین
کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) جو چیز جس فرقہ کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے (۵۳) تو (اے
رسول، آپ) ان کو ایک وقت تک کے لئے ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیجئے (۵۴) کیا وہ یہ
خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری
ہے، نہیں) (۵۵) ہم تو ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی
ملنے کی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت) کو سمجھتے نہیں (۵۶)

معانی و مصادر (تَقَطَّعُوْا) تَقَطَّعَ، یَتَقَطَّعُ، تَقَطُّعٌ (باب تفعّل) بہت سے ٹکڑے کر ڈالنا۔

(زُبُرًا) زَبَرَ، یَزْبُرُ، زَبْرٌ (ن) پتھروں سے بنانا، اوپر تلے رکھنا، منع کرنا (زُبُرٌ = زَبُوْرٌ کی جمع، علیحدہ علیحدہ، فرقے، کتاب)۔
(ذَرْ) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ف) کاٹنا، چھوڑنا (چھوڑنے کے معنیٰ میں صرف مضارع اور امر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں)۔
(فَرِحُوْنَ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) خوش ہونا، اترانا (فَرِحُوْنَ = فَرِحٌ کی جمع، خوش)۔
(غَمْرَۃٌ) غَمَرَ، یَغْمُرُ، غَمْرٌ (ن) ڈھانکنا (غَمْرَۃٌ = شدت، مدہوشی، غفلت)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ)
اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقہ فرقہ نہ بن جانا)
میں تمہارا (واحد) رب ہوں لہٰذا مجھ ہی سے ڈرنا۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی ایک جماعت بن کر رہیں، سب اسی اکیلے کے مطیع و فرمانبردار بنیں اور صرف اسی کے احکامات اور قوانین پر چلیں، آپس میں متفرق و مختلف نہ ہوں، کافر کافر نہ رہیں، سب ایمان لے آئیں اور ایمان والے فرقے نہ بنائیں۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (آل عمران ۔ ۱۰۳)　　اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ ہو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کے باوجود لوگ ایک نہیں رہے۔ بعض لوگ ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ پھر جو لوگ ایمان لے آئے تھے وہ بھی کچھ ہی عرصہ کے بعد فرقوں میں تقسیم ہو گئے (فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ) ان فرقوں نے

آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اب) ہر فرقہ اسی چیز میں مگن ہے جو اس کے پاس ہے۔

الغرض ایمان والے بھی ایک جماعت نہیں رہے۔ انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے علیحدہ علیحدہ اپنے مذاہب بنا لئے۔ ہر فرقہ اپنے خود ساختہ مذہب سے خوش ہے اور اسی کو وہ حق سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم تھا:۔

اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ۔ (الشوریٰ - ۱۳)

دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ ۔ (آل عمران - ۱۰۵)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے۔

اللہ تعالیٰ کی ممانعت کے باوجود لوگوں نے فرقے بنا لئے (فَذَرْھُمْ فِیْ غَمْرَتِھِمْ حَتّٰی حِیْنٍ) تو (اے رسول) آپ ان کو ایک وقت تک کے لئے ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیجئے (وقت مقررہ پر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ فرقہ بندی کی لعنت نے انہیں کہاں لے جا کر ڈال دیا تھا) (اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ) کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطا فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) (نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ) ہم تو ان کی بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں (ہم ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو دنیا کی زندگی میں اس لئے جلدی جلدی دے رہے ہیں تاکہ ہر نیکی کا ثواب انہیں مل جائے، ان کی کوئی نیکی بے صلہ باقی نہ رہ جائے اس لئے کہ بغیر ایمان کے ان کو نیکی کا بدلہ آخرت میں نہیں مل سکتا۔ آخرت میں تو صرف ایمان والوں کو اجر و ثواب ملے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (المائدۃ - ۵)

اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے (یعنی ممنوعہ کاموں کو حلال سمجھے) تو اس کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ، ھَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا

اور (اے رسول) جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

(الاعراف ۔ ۱۴۷)

(تمام) اعمال ضائع کر دئے جائیں گے (پھر) ان کو ان کے اعمال (بد) کا ہی بدلہ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَٰجِدَ اللَّهِ شَٰهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَٰلِدُونَ ○

(التوبۃ ۔ ۱۷)

مشرکین کے لئے زیبا نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں باوجود اس بات کے کہ وہ (اپنے اقوال و اعمال سے) خود اپنے اوپر (اپنے) کفر کے گواہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے سب اعمال رائیگاں ہو جائیں گے اور یہی لوگ ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ○ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ○

(الکہف ۔ ۱۰۳ تا ۱۰۸)

(اے رسول آپ ان سے کہئے) کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں (یہ وہ لوگ ہیں) جن کی دنیا کی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہو گئیں اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور (قیامت کے دن) اس سے ملاقات کا انکار کیا لہٰذا ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور ہم ان کے لئے (قیامت کے دن) کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے۔ یہ دوزخ ان کی سزا (کی جگہ) ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی مہمانی (کیلئے) فردوس کے باغات ہوں گے۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہونا نہیں چاہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَشَآقُّوا الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡہُدٰی لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئًا وَسَیُحۡبِطُ اَعۡمَالَہُمۡ ؁

(محمد۔ ۳۲)

جن لوگوں نے ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد کفر کیا، (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا اور رسول کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال ضائع کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظۡلِمُ مُؤۡمِنًا حَسَنَۃً یُعۡطٰی بِھَا فِی الدُّنۡیَا وَیَجۡزِیۡ بِھَا فِی الۡاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الۡکَافِرُ فَیُطۡعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِھَا لِلّٰہِ فِی الدُّنۡیَا حَتّٰی اِذَا اَفۡضٰی اِلَی الۡاٰخِرَۃِ لَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ حَسَنَۃٌ یُجۡزٰی بِھَا (صحیح مسلم کتاب صفۃ القیمۃ والجنۃ والنار باب جزاء المؤمن بحسناتہ فی الدنیا والاخرۃ وتعجیل حسنات الکافر فی الدنیا جزء۲ صـ۵۲۰)

اللہ تعالیٰ مؤمن پر کسی ایک نیکی کے معاملہ میں بھی ظلم نہیں کریگا اس کا بدلہ دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دیگا۔ رہا کافر تو اُس کو اُس کی نیکیوں کا بدلہ جو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے دنیا میں دے دیا جاتا ہے پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اسے دیا جائے۔

آگے فرمایا (بَلۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ) (ہم جو کفار کو فراوانی کے ساتھ دنیا کا ساز و سامان دے رہے ہیں تو انہیں اترانا نہیں چاہئے، ہم تو ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں دے رہے ہیں، آخرت میں انہیں کچھ نہیں ملے گا) لیکن انہیں شعور نہیں (کہ کس مصلحت سے ہم انہیں دنیا خوب دے رہے ہیں)۔

(نوٹ:۔ فرقہ بندی کے متعلق ہم انشاء اللہ تعالیٰ سورہ شوریٰ کی آیت ۱۳ کی تفسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقے نہ بنائیے، ایک جماعت بن کر رہیئے۔

اے لوگو، مال و دولت کی فراوانی سے یہ نتیجہ نہ نکالئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا،
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ،
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾
مُنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَأَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا، كُلُّ حِزْبٍ

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ تو (اے رسول) آپ ایک (اللہ کی) طرف رُخ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دین (اسلام) کے لئے سیدھا رکھیئے، (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۳۰﴾ اور اے ایمان والو) اسی کی طرف رجوع کرو، نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ ﴿۳۱﴾ (یعنی) ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے، تمام فرقے جو (فرقہ ورانہ مذہب) ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں ﴿۳۲﴾

معانی و مصادر (حَنِیْفًا) حَنَفَ، یَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) مائل ہونا {حَنِیْفٌ = (اللہ تعالیٰ کی طرف) مائل ہونے والا}۔

(فَطَرَ) فَطَرَ، یَفْطُرُ، فَطْرٌ (ن وض) پھاڑنا، پیدا کرنا، خمیر ہونے سے پہلے روٹی پکانا۔

(قَیِّمُ) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ و قَوْمَۃٌ و قِیَامٌ و قَامَۃٌ (ن) کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، معتدل ہونا (قَیِّمٌ = نگران، سیدھا)۔

(مُنِیْبِیْنَ) اَنَابَ، یُنِیْبُ، اِنَابَۃٌ (باب افعال) رجوع کرنا۔

(شِیَعًا) شَاعَ، یَشِیْعُ، شِیَاعٌ (ض) پیروی کرنا، رفیق ہونا (شِیَعٌ = شِیْعَۃٌ کی جمع، اتباع و انصار، فرقے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا) تو (اے رسول) آپ یکسوئی کے ساتھ اپنے چہرے کو دین کے لئے سیدھا رکھیئے (فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا) (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

(حَنِیْفًا) سے مراد یہ ہے کہ چہرہ کا رخ صرف دین اسلام کی طرف رہے۔ دین کے معاملہ میں اسلام کے علاوہ کسی اور ضابطہ یا کسی دوسرے کے وضع کردہ قوانین کی طرف ہرگز توجہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ دین اسلام کے علاوہ اس کے بندے کسی اور ضابطہ، دستور یا قانون پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ (آل عمران۔ ۱۹)

بے شک دین (حق)، تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○
(آل عمران ۔ ۸۵)

جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا (اس کے سارے عمل بے کار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کو صرف دین اسلام پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ○ (المآئدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

صرف دین اسلام ہی صراط مستقیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○
(الانعام ۔ ۱۶۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رخ کرنیوالے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

دین اسلام کو خالص رکھے۔ اس میں کسی دوسرے ضابطے یا قانون کی ملاوٹ نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○
(النسآء ۔ ۱۴۵ و ۱۴۶)

بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے حصہ میں ہوں گے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی، (اپنی) اصلاح کر لی، اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے کر لیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ (جنت میں)

رہیں گے اور مؤمنین کو اللہ عنقریب اجر عظیم عطاء فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(الزمر۔ ۱۱و۱۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کروں اور مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلم بنوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝

(الزمر۔ ۱۴)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے میں اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۝

(الزمر۔ ۲و۳)

(اے رسول) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے لہٰذا آپ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہئے۔ خبردار ہو جاؤ، اللہ کا تو دینِ خالص ہے (دینِ آمیزش نہیں)۔

الغرض توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ قوانین پر عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ، قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(الاعراف۔ ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

(فِطْرَتَ اللّٰهِ) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فطرت ہی یہ بنائی ہے کہ وہ صرف ایک اللہ کے ہو جائیں اور اسی کے احکام و قوانین کی پیروی کریں (لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ) اللہ کی اس تخلیق میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

ہر انسان اسی تخلیق پر پیدا ہوتا ہے یعنی وہ فطرۃً توحید پر پیدا ہوتا ہے اگر خارجی عوامل اس پر اثر انداز نہ ہوں تو اس کی فطرت یہی ہوتی ہے کہ توحید کے تقاضے پورے کرتے ہوئے صرف

دین اسلام پر عمل کرے (ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

توحید پر اعتقاد رکھنا اور توحید کے تقاضے کے بموجب صرف دین اسلام پر عمل کرنا یہی سیدھا دین ہے۔ انسان کی پیدائش اسی فطرتِ اسلام پر ہوتی ہے۔ اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اسلام کو چھوڑ کر کبھی کسی دوسرے ضابطے کی طرف رخ نہ کرے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ اسے اس فطری حالت پر نہیں رہنے دیتے بلکہ اس کی فطرت کو بدل ڈالتے ہیں اور سیدھے راستے کے بجائے اسے غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الروم جزء ۶ ص ۱۴۳ و روی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ جزء ۲ ص ۴۵۸)

ہر بچہ فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا دیتے ہیں جیسے ایک چوپایہ پورے بدن کا مکمل بچہ جنتا ہے، کہیں تم نے دیکھا کہ کوئی بچہ کن کٹا (یا نامکمل) پیدا ہوا ہو اس کے بعد یہ آیت پڑھی فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ (یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے) (یعنی جس طرح جانور کا بچہ فطرت کے مطابق صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے اسی طرح ہر انسان کا بچہ بھی کامل توحید کے عقیدہ پر پیدا ہوتا ہے بعد میں ماں باپ اس کے عقیدہ کو بگاڑ دیتے ہیں اور اسے توحید پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ یکسو ہو کر یعنی توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنا ہی صحیح معنوں میں دین قیّم ہے۔ توحید کے بغیر دین حاصل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا دین بالکل سیدھا ہے، اس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔

خطِ مستقیم پر چلنے والے کا رخ ہمیشہ ایک ہی طرف ہوتا ہے۔ اگر رُخ ذرا سا بھی بدل جائے تو وہ

خطِ مستقیم پر نہیں رہ سکتا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص دینِ اسلام پر عمل کرتے کرتے ذرا سی بھی توجہ کسی اور طرف کرے تو اس کا دین دینِ اسلام نہیں رہے گا، وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ○

(التوبۃ ۔ ۳۶)

اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں اس دن سے جس دن اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی بارہ ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، (صحیح اور) سیدھا دین یہی ہے۔

مہینوں کا بارہ ہونا اور اس میں چار مہینوں کا حرمت والا ہونا دینِ قیّم ہے یعنی دین کا ایک ایک مسئلہ دینِ قیّم ہے۔ جس طرح خطِ مستقیم کا رخ کسی ایک جگہ سے بھی ٹیڑھا ہو جائے تو وہ خط خطِ مستقیم نہیں رہتا بالکل اسی طرح دین کے کسی ایک مسئلہ میں بھی اگر کوئی شخص اپنا رخ اللہ تعالیٰ کے بجائے دوسری طرف کرے تو دین خالص نہیں رہے گا اور وہ شخص شرک فی الدین کا مرتکب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ○

(الکھف ۔ ۱،۲)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔ وہ ایک سیدھی (اور صاف راہ بتانے والی) کتاب ہے تاکہ اللہ (نافرمانوں) کو اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں اچھے اجر کی خوشخبری سنائے۔

الغرض اللہ تعالیٰ ایک ہے تو اس کا دین بھی ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی شرکت قطعی حرام اور شرک ہے۔ اسی طرح اللہ کے دین میں کسی دوسرے کے فتویٰ، اجتہاد، قیاس اور رائے یا کسی مذہب، قانون، دستور اور ضابطے کی ملاوٹ قطعی حرام اور شرک ہے۔ ہر بچہ اس توحید پر پیدا ہوتا ہے لیکن بعد میں خارجی اسباب اسے شرک کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور وہ مشرک بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید بنیادی مسئلہ ہے اور اس مسئلہ کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین خالص رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف - ۴۰)

(اور یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اس آیت نے دوٹوک فیصلہ کر دیا کہ حکم صرف اللہ کا چلے گا، عبادت و اطاعت صرف اللہ کی ہوگی، یہی دین قیم ہے۔ اللہ کے دین میں کسی دوسرے کے حکم یا قانون پر چلنا اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم، عبادت اور اطاعت میں شریک کرنا ہے اور یہ چیز توحید کے قطعاً منافی ہے۔

خلاصہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص رکھنا بہت ضروری ہے۔ آیت زیر تفسیر میں "الدِّيْنُ الْقَيِّمُ" کی تشریح مندرجہ ذیل آیت سے بہت اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○

(لم یکن الذین - ۵)

حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ (اکیلے) کی عبادت کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی سادہ اور واضح دین ہے (لیکن وہ اس واضح دین پر قائم نہیں رہے بلکہ اپنے اختلافات پر اڑ گئے)۔

الغرض خالص دین ہی دراصل سیدھا راستہ ہے اور سیدھا دین ہی اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

آگے فرمایا (مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے (اپنے چہروں کا رُخ دین اسلام کی طرف رکھو) (وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرو۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا معنی یہ ہے کہ ہر معاملہ میں صرف اسی کے حکم کی طرف رجوع کرے، اسی سے لو لگائے، اس سے اپنی امید کو وابستہ رکھے، اسی پر بھروسہ کرے اور اسی سے فریاد کرے یعنی توحید پر پوری طرح قائم رہتے ہوئے دین اسلام پر جما رہے۔

نصیحت اسی کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○

نصیحت تو وہی حاصل کرتا ہے جو (اس سے)

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۳)

لو لگاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ ○ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ○ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ○

(قٓ ۔ ۶ تا ۸)

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور (کس طرح) اس کو زینت دی ہے، اس میں کہیں دراڑ تک نہیں ہے اور ہم ہی نے زمین کو پھیلایا، اس میں پہاڑ گاڑ دئے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں تاکہ ہر لو لگانے والا بندہ دیکھے اور نصیحت حاصل کرے۔

منزل مقصود پر وہی پہنچتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ○

اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر اسی کو پہنچاتا ہے جو اس کی طرف لو لگاتا ہے۔

جنت اسی کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ○ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ○ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ○

(قٓ ۔ ۳۱ تا ۳۳)

(اس دن) جنت متقیوں سے دور نہیں ہوگی بلکہ اسے متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا۔ (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے (احکام الٰہی کی) حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا)۔ جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور لو لگانے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آیا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سے لو لگانے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ

اور (اے میرے بندو) قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو اپنے رب کی طرف رجوع

لَا تُنۡصَرُوۡنَ کرو (اس سے لو لگاؤ) اور اس کے لئے اسلام
(الزمر۔ ۵۴) لے آؤ (ورنہ عذاب آجانے کے بعد) پھر تمہیں
(کہیں سے) مدد نہیں ملے گی۔

لو لگانے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو حکم اور دئے۔ ایک اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کا، دوسرے نماز کو قائم کرنے کا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سے رجوع کریگا، اس کو کسی حالت میں ناراض کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرے گا۔

نماز انابت الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

نمازی دنیا و ما فیہا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے، اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اسی سے مناجات کرتا ہے اور اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے صرف اسی سے اپنی فلاح کے لئے درخواست کرتا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور مشرکین میں سے نہ ہوجاؤ (مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ) (یعنی) ان لوگوں میں سے (نہ ہوجاؤ) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور فرقے فرقے بن گئے۔ تمام فرقے جو کچھ ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

ان آیات میں "مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" مبدل منہ ہے اور "مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا" اس کا بدل الکل ہے یعنی "مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا" سے کلیۃً وہی مراد ہے جو مراد کہ "مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ "مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا"، تشریح ہے "مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" کی یعنی دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے فرقوں میں تقسیم ہوجانے والے ہیں مشرک ہیں۔

اوپر ذکر تھا کہ ہر شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے یعنی اس کی پیدائش توحید پر ہوتی ہے، وہ فطرۃً شرک سے بیزار ہوتا ہے۔ اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو فرقہ بندی کو شرک سمجھتے ہوئے وہ فطرۃً کبھی فرقہ بندی کی طرف مائل نہیں ہوگا بلکہ اس سے بیزاری کا اظہار کرے گا لیکن ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ یا ماحول وغیرہ اس کو عملاً توحید پر قائم نہیں رہنے دیتے اور اس کو کسی نہ کسی فرقہ سے منسلک کردیتے ہیں تاہم فطرت کا اتنا اثر ضرور باقی رہتا ہے کہ وہ اصولاً فرقہ بندی کو لعنت سمجھتا رہتا ہے لیکن اپنے فرقہ کو فرقہ نہیں سمجھتا۔ ماں باپ وغیرہ اس کے ذہن کو اس قدر مسموم کر دیتے ہیں کہ وہ فرقہ بندی کو لعنت سمجھتے ہوئے بھی عملاً اُسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور صرف چھوڑنے کے لئے ہی تیار نہیں ہوتا بلکہ ہر ممکن ذرائع سے اس کا دفاع کرتا ہے اور یہی سمجھتا

رہتا ہے کہ اس کا مذہب حق ہے ۔ یہ چیز اس کے دل و دماغ پر اس شدت کے ساتھ مسلط ہو جاتی ہے کہ پھر وہ حق کو قبول نہیں کرتا۔ حق اس کے سامنے آتا ہے لیکن وہ محض اپنے مذہب کی خاطر اس کو مسترد کر دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و ہدایات کے مقابلہ میں وہ اپنے ماں باپ، علماء اور مشائخ وغیرہ کی بات کو مانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں اللہ تعالیٰ کی بات کو تو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے اقوال تسلیم کرتا ہے، اس کا یہ فعل شرک فی الدین ہوتا ہے اور وہ مشرک ہو جاتا ہے۔
اس شرک کی طرف اس کو پہنچانے والی چیز دراصل فرقہ بندی ہوتی ہے یعنی فرقہ بندی اس کے شرک کی بنیاد ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آیت زیرِ تفسیر میں اس بات کی دلالت ہے کہ فرقہ بندی شرک ہے۔
فرقہ بندی دین میں انسانی اقوال کی آمیزش کا ہی سبب نہیں بلکہ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا بھی سبب ہے۔ کوئی کسی آیت یا حدیث پر عمل کرتا ہے اور کوئی کسی آیت یا حدیث پر۔ تمام آیات و احادیث پر جو کہ مشترکہ سرمایہ ہے کوئی فرقہ پرست عمل نہیں کرتا۔ احادیث اصحابنا اور احادیث الخصوم کے الفاظ کے ذریعہ احادیث کی تقسیم ہو جاتی ہے۔ احادیث الخصوم کو اپنی حدیث نہیں سمجھا جاتا حالانکہ وہ بھی اسی رسول کی طرف منسوب ہوتی ہیں جن کا وہ کلمہ پڑھتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تمام احادیث کو اپنا سمجھا جاتا اور پھر ان سب کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کیا جاتا لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اپنے مذہب کی خاطر احادیث الخصوم کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور پھر اس پر ناز بھی کیا جاتا ہے۔ اگر یہ کفر و شرک نہیں تو آخر اسے کیا کہا جائے۔ فرقہ بندی ہی کی وجہ سے یہ شرک اور کفر سرزد ہوتا ہے لہٰذا فرقہ بندی اس شرک اور کفر کی اصل ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔ اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگائیے، اس سے ڈریئے اور نماز کو قائم کیجئے۔
اے ایمان والو، دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقے نہ بنائیے، فرقہ بندی کو شرک سمجھئے اور اگر فرقے پہلے سے چلے آرہے ہیں تو ان سے علیحدہ رہیئے اور ان کو ختم کرنے کی جدوجہد کیجئے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي
الْاَمْرِ مِنْكُمْ، فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ
الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے امیر ہوں (ان کی اطاعت کرو) پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی احسن ہے ﴿۵۹﴾

امیر کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امیر کی اطاعت پر بہت زور دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ (وفی روایۃ لمسلم وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ) (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ واَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرسول واولی الامر منکم جزء ۹ ص۷۷ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۲۹)

جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے درحقیقت اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے درحقیقت میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے درحقیقت میری ہی نافرمانی کی۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ کَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام جزء ۹ ص۷۸)

سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کے برابر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلَیْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِیْ عُسْرِكَ وَیُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَیْكَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۳۰)

تم پر (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا لازم ہے، اپنی مشکل میں بھی اور اپنی آسانی میں بھی، اپنی خوشی میں بھی اور اپنی ناخوشی میں بھی اور ایسی صورت میں بھی کہ تم پر (دوسرے کو) ترجیح دی جائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ خَلِیْلِیْ اَوْصَانِیْ اَنْ اَسْمَعَ وَاُطِیْعَ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا مُّجَدَّعَ الْاَطْرَافِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۳۰)

مجھے میرے خلیل (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت کی ہے کہ میں (امیر کا حکم) سنوں اور اس کی اطاعت کروں خواہ (وہ امیر) ہاتھ پاؤں کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:۔

لَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء۲ ص۱۳۱)

اگر تم پر کسی غلام کو بھی امیر بنا دیا جو کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء جزء۲ ص۱۳۲)

(امیروں کی) بات سنو اور اطاعت کرو ان کا بار ان پر ہے اور تمہارا بار تم پر ہے (وہ اپنے فرائض کے متعلق پوچھے جائیں گے اور تم اپنے فرائض کے متعلق پوچھے جاؤ گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ لِلْاَمِيْرِ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزء۲ ص۱۳۵)

امیر کا حکم سنو اور مانو اور اگر تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں اور تمہارا مال چھین لیا جائے پھر بھی سنو اور اطاعت کرو۔

الغرض امیر ظلم و زیادتی کرے پھر بھی امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ امیر کی نافرمانی کرنا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونہا جزء۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ بالامر بلزوم الجماعۃ جزء۲ ص۱۳۶ واللفظ للبخاری)

جس شخص کو امیر کی کوئی بات ناگوار گذرے تو اسے صبر کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی امیر (کی اطاعت) سے باہر ہوگا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً وَاُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا۔

میرے بعد عنقریب تم دیکھو گے (کہ دوسروں کو تم پر) ترجیح (دی جائے گی) اور تم ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم برا سمجھو گے۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا:۔

فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟

اے اللہ کے رسول تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَدُّوا اِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر ون بعدی امورًا تنکرنھا جزء۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء جزء۲ ص۱۳۲)

ان کا حق ان کو دو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول فالاول جزء۲ ص۱۳۲)

ان کا حق ان کو دو اس لئے کہ جو ذمہ داری ان کو سونپی گئی ہے اس کے متعلق اللہ خود ان سے باز پرس کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر ون بعدی امورا تنکرونھا جزء۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء۲ ص۱۳۶)

جو شخص امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ صبر کرے اس لئے جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء۲ ص۱۳۶)

جس نے (امیر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ اس کی گردن میں بیعت نہیں تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ

جماعت کو لازم پکڑو اور افتراق سے بچو اس لئے

اَلشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الفتن باب لزوم الجماعۃ جزء۲ ص۹۶)

کہ شیطان ایک (آدمی) کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے دور رہتا ہے اور جو شخص جنت کے وسط کا خواہشمند ہے اُسے چاہئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ اَلسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ (رواہ الترمذی عن الحارث وصححہ فی ابواب الامثال جزء۲ ص۲۹۶)

میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، ان پانچ چیزوں کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے: (امیر کا حکم) سننا، اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا، اور جماعت (سے چمٹے رہنا) کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا اُس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ واپس لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالطَّاعَةُ لِذَوِي الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الحاکم عن جبیر وسندہ صحیح ۔ المستدرک جزء اول ص۸۷ ورواہ الحاکم عن النعمان ابن بشیر وسندہ صحیح ۔ المستدرک جزء اول ص۸۸)

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان پر مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو خالص اللہ کے لئے کرنا، امیروں کی اطاعت کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْاِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم عن حذیفۃ وسندہ صحیح ۔ المستدرک جزء اول ص۱۱۹)

جس نے جماعت چھوڑی اور امارت کی توہین کی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی حجت نہیں ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ حَتّٰى يُرَاجِعَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامُ

جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ نکال دیا اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس پر جماعت کا امیر

جَمَاعَةٍ فَاِنَّ مَوْتَتَهُ مَوْتَةٌ جَاهِلِيَّةٍ

(رواه الحاکم عن ابن عمر و سنده صحیح المستدرک جزء اول ۷۷)

نہیں تھا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ ص ۶۵ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ ۲/۱۳۵)

جماعت المسلمین اور اس کے امام سے چمٹے رہنا۔

الغرض امیر کی اطاعت کی بہت سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ امیر کی نافرمانی سے بہت ڈرایا گیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ امیر کی اطاعت مستقل اطاعت نہیں ہے بلکہ مشروط اطاعت ہے۔ اگر وہ کسی ایسے کام کا حکم دے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو اس کا حکم نہیں مانا جائیگا، اس کی فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ ایسی صورت میں اس کا حکم ماننا حرام ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ جزء ۹ ص ۷۸ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ جزء ۲ ص ۱۳۱)

ہر مسلم شخص پر (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا لازم ہے خواہ اس کا حکم اسے پسند ہو یا ناپسند ہو جب تک اُسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ (امیر کا حکم) سنا جائے اور نہ (اس کی) اطاعت کی جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ؟ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَاَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر ایک انصاری کو امیر بنا دیا۔ آپ نے اہل لشکر کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔ وہ (کسی بات پر) ان سے خفا ہوگیا۔ اس نے کہا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم نہیں دیا کہ میری اطاعت کرنا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔

دَخَلْتُمُوْ فِيْهَا فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَاَوْقَدُوْا فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِّنَ النَّارِ اَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهٗ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اَبَدًا اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ) (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع و الطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃً جزء ۹ ص۸۸ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ جزء۲ ص۱۳۱ واللفظ للبخاری)

اس نے کہا میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ جب تم لکڑیاں جمع کر لو اور آگ جلاؤ تو تم اس آگ میں داخل ہو جانا۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں پھر آگ جلائی پھر جب اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو (ہر ایک) کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگا ان میں سے بعض نے کہا: ہم نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آگ سے بچنے ہی کے لئے کی ہے تو کیا اب ہم آگ میں داخل ہو جائیں۔ وہ اسی (گفتگو) میں (مشغول) تھے کہ وہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو اس میں سے کبھی نہیں نکلتے۔ اطاعت تو صرف معروف کاموں میں ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف معروف (یعنی اچھے) کاموں میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَلَ كَانَ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرٌ وَاِنْ يَّاْمُرُ بِغَيْرِهٖ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام جزء۶ ص۵۵ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی الامام اذا امر بتقوی اللہ جزء۲ ص۱۳۲ واللفظ لمسلم)

امام (رعایا کے لئے) ڈھال ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے (یعنی اس کی سپہ سالاری میں) جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ (دشمن سے، انتشار سے، بدنظمی سے بداعمالی وغیرہ سے) بچا جاتا ہے تو اگر وہ اللہ عزوجل کے تقوٰی کے ساتھ حکم دیگا اور عدل کریگا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اگر اس کے علاوہ کسی اور کام کا حکم دیگا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت (جائز)

(رواہ البغوی فی شرح السنۃ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوۃ جزء۱ ص۱۹۲) نہیں۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں امیر کی اطاعت کی جائے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں امیر کی اطاعت نہ کی جائے۔

امیر سے اس کی امارت کے معاملہ میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کیا جائے سوائے اس صورت کے کہ وہ نماز چھوڑ دے یا اور کوئی صریح کفر کا کام کرے جس کو کفر کہنے کے لئے مامور کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل موجود ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ۔

تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے لئے دعاء کرو اور وہ تمہارے لئے دعاء کریں۔ تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا:۔

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ (وفی روایۃ بِالسَّيْفِ) عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اَلَا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِيْ شَيْئًا مِّنْ مَعْصِيَةِ اللهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِيْ مِنْ مَعْصِيَةٍ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب خیار الائمۃ وشرارھم جزء۲ ص۱۳۸)

اے اللہ کے رسول، کیا ہم ایسی حالت میں انہیں تلوار سے نہ ہٹا دیں۔ فرمایا نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں، نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں۔ خبردار جس شخص پر (کوئی) حاکم ہو اور وہ حاکم کو گناہ کرتے دیکھے تو اس گناہ سے کراہت کرے لیکن اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّهٗ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَضِيَ وَتَابَعَ

تم پر بعض ایسے امیر مقرر کئے جائیں گے جن کی بعض باتوں کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے تو جس شخص نے ان کی (بری) باتوں سے کراہت کی وہ بری ہو گیا اور جس شخص نے انکار کیا وہ سلامت رہا لیکن جو شخص ان سے

راضی ہوگیا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوگیا)

صحابہ کرام نے پوچھا:۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُقَاتِلُهُمْ — کیا ہم اُن سے جنگ نہ کریں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا مَا صَلَّوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب الانکار علی الامراء فیما یخالف الشرع جزء ۲ ص ۱۳۷) — نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا امیر کے ہر بُرے کام کو برداشت کیا جائے سوائے ترک نماز کے۔ جب وہ نماز چھوڑے تو اس سے جنگ کرے، اور اگر وہ ترک نماز کے علاوہ کوئی اور گناہ کا کام کرے تو اس کی اطاعت کرتا رہے، اس کی نافرمانی نہ کرے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونہا جزء ۹ ص ۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ جزء ۲ ص ۱۳۲)

ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ ہم نے آپ سے بیعت کی تو آپ نے ہم سے جن باتوں کی بیعت لی ان میں یہ چیز بھی شامل تھی کہ ہم (امیر کا حکم) سنیں اور اطاعت کریں، خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی، تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی اور اس حالت میں بھی کہ (دوسروں کو) ہم پر ترجیح دی جائے اور یہ کہ امیر سے امارت کے سلسلہ میں جھگڑا نہ کریں سوائے اس صورت کے کہ تم ان کو ایسا کفر صریح کرتے دیکھو جس کو کفر قرار دینے کے لئے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل موجود ہو۔

الغرض ہر حالت میں امیر کی اطاعت کرنی ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے۔ امیر کی تمام برائیوں پر صبر کرنا ہے، اس کا ساتھ دینا ہے، اس کی اطاعت کرنا ہے، اس کو برقرار رکھنا ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ نماز چھوڑ دے یا اور کوئی صریح کفر کا ارتکاب کرے۔

امارت کے سلسلہ میں مزید یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص امیر سے جھگڑتا ہے، مندرجہ بالا دو وجوہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے اور اسکو اس کے منصب امارت سے ہٹانے کی کوششیں کرتا ہے

تو اُسے قتل کردو خواہ وہ کوئی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اذا بویع لخلیفتین جزء۲ ص۱۳۷)

جب دو خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے (یعنی بعد والے) کو قتل کردو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّهُ سَتَكُوْنُ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّفَرِّقَ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ (وفی روایۃ وَأَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ أَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ) فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین وھو مجتمع جزء۲ ص۱۳۶)

عنقریب فتنے اور فساد ہوں گے تو جو شخص اس امت کے امر میں رخنہ ڈالنا چاہے ایسی حالت میں کہ وہ متفق ہو یا طاقت کو منتشر کرنا چاہے یا تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالنا چاہے اس حالت میں کہ تم ایک شخص کی امارت پر متفق ہو تو تلوار سے اس کی گردن اڑا دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

الغرض اسلام کا اجتماعی وسیاسی نظام بیحد مضبوط ومربوط ہے۔ اگر امت اس پر سختی سے کاربند رہتی تو اللہ تعالٰے نے جو وعدے کئے تھے وہ یقیناً پورے ہوتے۔

اللہ تعالٰے نے آگے فرمایا (فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) اگر تم میں اختلاف پیدا ہوجائے تو اس مختلف فیہ مسئلہ کو اللہ تعالٰے اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اس حکم سے معلوم ہوا کہ امیر اور مامور کے مابین اختلاف ہوسکتا ہے۔ اس اختلاف کو اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام دائمی اور فیصلہ کن ہیں۔ ان سے اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد قرآن مجید اور احادیث نبوی ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کو ماننے سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اگر فیصلہ کیا جائے تو تمام اختلافات ختم ہوسکتے ہیں اور جب اختلافات ختم ہوجائیں تو فرقے خود بخود ختم ہوجائیں گے۔ فرقوں کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ ان فرقوں نے قرآن مجید اور حدیث نبوی کی طرف رجوع نہیں کیا اور اگر کیا تو ہٹ دھرمی اور آپس کی ضد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کیا بلکہ اپنے اختلاف پر اڑے رہے۔ انہوں نے وہی کیا جو گذشتہ امتوں نے کیا تھا اللہ تعالی فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ (لم یکن الذین کفروا۔ ۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۔
(الشوریٰ ۔ ۱۴)

اور (اے رسول) لوگ متفرق نہیں ہوئے مگر آپس کی ضد میں اور وہ بھی اس وقت جب ان کے پاس علم آچکا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ، وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ.
(البقرۃ ۔ ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنالئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بناکر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کردے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آکر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی۔

آگے فرمایا (اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں قرآن مجید اور حدیث نبوی کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ صرف تقاضا ہی نہیں بلکہ ایسا کرنا فرض ہے۔ جو لوگ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے وہ اس فرض کے تارک ہیں اور جو لوگ ایسا کرنا ضروری نہیں سمجھتے وہ اس آیت کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہ ماننا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کھلے دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنے اختلاف پر جمے رہنا ایمان کے منافی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت زبانی دعویٰ اور فریب نفس کے علاوہ کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا) اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرنا یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہی اچھا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرنے سے اختلافات ختم ہوجاتے ہیں، فرقہ بندی کا استیصال ہوجاتا ہے اتفاق واتحاد کی فضا پیدا ہوجاتی ہے، قوت بحال ہوجاتی ہے، دشمن مرعوب ہوجاتا ہے اور آخرت میں بھی فلاح نصیب ہوتی ہے اور جس کام سے دین و دنیا کی فلاح نصیب ہو وہ اچھا نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا کہ۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کیجئے ، رسول کی اطاعت کیجئے اور اپنے امیر کی (اطاعت کیجئے) اور اگر کسی معاملہ میں آپ میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹائیے ۔